

کتب فضائل اوزینی تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے علمی جوابات

مکاتیب

محدث عصر حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہ العالی جوہنپوری

شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

انتخاب ترتیب

مَحَمَّاتُ زَيْنَبُ مَظَاهِرِي نَلَاوِي

اَسْتَاذُ دَارِ الْعُلُومِ سَدُودَةُ الْعُلَمَاءِ لَكهنُو

ناشر

ادارہ افادات اشرفیہ دوہبگا، ہردوئی روڈ لکھنؤ

کتب فضائل اور تبلیغی جماعت پر
اعتراضات کے علمی جوابات
محدث عصر حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

انتخاب و ترتیب

محمد زید مظاہری، ندوی
استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
سابق مفتی جامعہ عربیہ ہتورا، باندہ

ناشر

ادارہ افادات اشرفیہ، دوبگا، ہردوئی روڈ لکھنؤ

تفصیلات

نام کتاب	کتاب فضائل اور تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے علمی جوابات
مرتب	مفتی محمد زید مظاہری ندوی
صفحات	۱۰۴
قیمت	۶۰ روپے
سن اشاعت	۱۴۳۴ھ

ویب سائٹ WWW.alislahonline.com

ملنے کے پتے

- ☆ دیوبند و سہارنپور کے تمام کتب خانے
- ☆ مکتبہ ندویۃ ندوۃ العلماء لکھنؤ
- ☆ مکتبہ اشرفیہ اشرف المدارس ہردوئی
- ☆ مکتبہ رحمانیہ، ہتورا، باندہ

فہرست

- اس حدیث پاک کی تحقیق کہ تبلیغی جماعت کے رہبر کو اللہ تعالیٰ جنت میں رہبر بنائیں گے جو لوگوں کو جنت میں لے جائے گا۔ ۱۰
- قدرت کے باوجود معاصی کو دیکھ کر نہ روکنے والے قیامت میں اپنی قبروں سے بندر اور خنزیر کی شکل میں اٹھیں گے۔ ۱۱
- اس حدیث پاک کی تحقیق کہ جب امت امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑ دے گی برکات وحی سے محروم ہو جائے گی۔ ۱۲
- برکات وحی کا مطلب۔ ۱۲
- اس حدیث پاک کی تحقیق کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے جیسے کپڑا پرانا ہوتا ہے۔ ۱۲
- اس حدیث پاک کی تحقیق کہ ”جو کسی ذمی (کافر) کا حق دبائے گا قیامت میں ذمی کی طرف سے وکیل ہوں گا“۔ ۱۳
- اس حدیث پاک کی تحقیق کہ مبلغین و مجاہدین جس راستے سے گزر جاتے ہیں وہ راستہ دوسرے راستوں پر فخر کرتا ہے۔ ۱۵
- فی سبیل اللہ کے مفہوم میں عموم۔ ۱۶
- گشت کے بعد جو نماز پڑھی جائے اس کا ثواب سات لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے۔ ۱۶
- اس حدیث پاک کی تحقیق کہ جو طالب علم یا جو جماعت جس قبرستان کے قریب سے گزر جاتی ہے چالیس روز تک اللہ تعالیٰ عذاب قبر معاف فرما دیتا ہے۔ ۱۷
- اللہ کے راستہ میں ایک ساعت حجر اسود کے سامنے ساری رات عبادت سے افضل ہے۔ ۱۸
- فی سبیل اللہ کی تشریح اور اس کا مصداق۔ ۱۸

- ۲۰ تعلیم و تبلیغ کا درجہ نفلی عبادت سے بڑھ کر ہے
- ۲۱ یہ کہنا صحیح نہیں کہ تعلیم و تعلم یعنی پڑھنا پڑھانا نمبر دو پر ہے اور تبلیغ نمبر ایک پر ہے
- ۲۱ تعلیم کے بغیر تبلیغ محال ہے صحابہ نے پہلے علم سیکھا پھر تبلیغ کی
- ۲۳ فارغ ہونے والے طلبہ کیلئے حضرت اقدس شیخ مدظلہ کی چند نصیحتیں
- ۲۳ تعلیم و تدریس کے ساتھ حسب استطاعت تبلیغ میں بھی حصہ لینا چاہئے
- ۲۴ قرآن پاک کی ایک آیت سیکھ لینا سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے
- ۲۴ کسی ایک شرعی مسئلہ کا سیکھ لینا ہزار رکعت نفل سے افضل ہے
- ۲۵ ہم نے پہلے ایمان سیکھا پھر قرآن
- ۲۶ دین کے لیے تھوڑی دیر غور و فکر کرنا ساٹھ سال عبادت سے بہتر ہے
- ۲۹ جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا
- ۳۰ اس حدیث کی تحقیق کہ جو مسلمانوں کا راستہ تنگ کرے اس کا جہاد مقبول نہیں
- ۳۱ جو مردہ سنت کو زندہ کرے سو شہیدوں کا ثواب پائے
- ۳۱ اللہ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کرنے سے ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے
- ۳۳ نماز اور دعاء کی برکت سے از خود چکی چلنے والی روایت کی تحقیق
- اس حدیث کی تحقیق کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتے ہیں اور ایک بھی مقبول نہیں ہوتی
- ۳۴ اس مسئلہ کی تحقیق کہ ”دو پیسے کے عوض سات سو مقبول نمازیں قبول نہ ہوں گی“
- ۳۶ مسواک کے ستر فوائد سے متعلق
- ۳۷ کیا باسی روٹی کھانا سنت ہے؟
- ۳۸ جمعہ کے دن اتنی مرتبہ درود شریف پڑھنے والی روایت کی تحقیق

- ۴۰ ”جزی اللہ عنا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم“ درود شریف کی تحقیق
- ۴۲ جمعہ کے دن سو بار درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ سو ضرورتیں پوری کرے گا
- ۴۲ اس حدیث کی تحقیق کہ سونے سے قبل چار کام کر کے سویا کرو
- ۴۳ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ نصیحتوں والی موضوع روایت
- ۴۵ اس حدیث کی تحقیق کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر ہوتی ہیں
- ۴۵ اس حدیث کی تحقیق کہ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں فاقہ ان کی طرف تیزی سے آتا ہے
- ۴۶ مہاجرین کے تمام لوگوں سے چالیس یا ستر سال پہلے جنت میں جانے والی روایت
- ۴۸ وضو سے صغائر معاف ہوتے ہیں یا کبائر
- ۴۹ ایک دعاء کی تحقیق جس کے پڑھنے سے مرتے دم تک ثواب ملتا رہے گا
- ۵۰ شام میں ابدال ہونے سے متعلق حدیث کی تحقیق
- ۵۲ چند غیر معروف احادیث کی تحقیق
- ۵۳ سر میں تیل لگانے سے قبل آنکھوں اور بھوؤں میں تیل لگانے والی حدیث
- ۵۴ ڈاڑھی میں تیل لگانے کی روایت
- ۵۴ جمعہ کے دن سرمہ لگانا حدیث پاک سے ثابت ہے یا نہیں
- ۵۵ ناخن کاٹنے کی کوئی ترتیب حدیث سے ثابت ہے یا نہیں
- ۵۵ ”کنگھا کھڑے ہو کر کرنے سے مفلسی آتی ہے“ اس کی تحقیق
- ۵۶ حضرت اسماء کے در دسر کے وقت ہاتھ سر پر رکھنے اور ایک کلمہ کہنے والی روایت
- ۵۶ اس حدیث کی تحقیق کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضور پاک ﷺ کے وسیلہ سے دعاء مانگی تو توبہ قبول ہوگئی

- ۵۹ ماثور دعاء میں ”وبالأسماء الثمانية“ سے کون سے اسماء مراد ہیں؟
- ۶۰ فضائل ذکر کی ایک حدیث پر نقد اور اس کا جواب
- ۶۰ حدیث ضعیف و موضوع کے متعلق ایک اہم ضابطہ
- ۶۲ فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل کی گنجائش اتفاقی مسئلہ ہے
- ۶۲ عمل قلیل پر ثواب کثیر کا وعدہ علامات وضع میں سے ہے یا نہیں
- ۶۴ حدیث مطروح کی حقیقت اور اس کا حکم
- اس روایت کی تحقیق کہ عمامہ کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کا ثواب ستر گنا زیادہ ہوتا ہے، عمامہ سے متعلق چند روایتوں اور احکام کی تحقیق
- ۶۶ مسند الفردوس کا محدثین کے نزدیک کیا مقام ہے؟
- ۷۴ کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا لے کر آگے آگے چلتے تھے
- ۷۶ جمعہ کے دن خطبہ سے قبل منبر پر بیٹھ کر وعظ کہنے والی روایت
- ۷۷ مسجد میں پنکھا جھلنے والی روایت
- ۸۰ حضرت ابو طلحہ کا مہمانوں کو کھانا کھلانے اور بیوی بچوں کو بھوکا سلانے والی روایت عذاب والی اجرٹی ہوئی بستی سے گذرتے ہوئے آپ کا فرمانا ”یہاں سے فوراً چلو“
- ۸۱ حدیث کی تحقیق
- ۸۲ بنی اسرائیل کی ایک عورت کے بلی باندھنے والی روایت کی تحقیق
- ۸۵ بندہ جنت میں اپنے اعمال کی وجہ سے داخل ہوگا یا اللہ کے فضل سے؟
- ۸۸ لیلۃ القدر کی تعیین کا اٹھالیا جانا باعث برکت ہو یا باعث حرمان

- ۹۰ اس حدیث کی تحقیق کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح سے ظہر تک اور نماز ظہر سے عصر تک خطبہ دیا
- ۹۱ فرائض کے بعد امام و مقتدی کے ایک ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کی تحقیق.....
- ۹۵ حضرات صوفیاء کے تجویز کردہ اذکار و اشغال کے بدعت ہونے کا شبہ اور اس کا جواب
- ایک صحابیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں جوئیں دیکھنے والی
- ۹۸ روایت پر ایک اشکال اور اس کا جواب.....
- ۱۰۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ شریف کتنا لمبا ہوتا تھا؟.....
- ۱۰۲ پیردبوانے والی حدیث، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیردبوائے ہیں؟.....
- ۱۰۴ شادی میں لڑکی والوں کی طرف سے دعوت کرنے والی موضوع حدیث.....

عرض مرتب

علمی حلقوں میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، علمی انہماک اور فن حدیث سے آپ کا اشتغال اور اس میں مہارت تمام اہل علم اور اکابر کے مسلمات میں سے ہے، فن حدیث سے اشتغال کے ابتدائی دور میں بھی آپ اپنے اساتذہ اور کبار علماء کے اس درجہ معتمد تھے کہ بہت سی علمی تحقیقات اور احادیث کی جستجو میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی وغیرہم جیسے حضرات بھی مراجعت فرماتے اور آپ کی تحقیق و نقل پر اعتماد کرتے تھے۔

اسی زمانہ کی بات ہے جب کہ تبلیغی کام کا عروج ہو رہا تھا دعوت و تبلیغ اور کتب فضائل سے متعلق اہل علم کی طرف سے طرح طرح کے سوالات ہو رہے تھے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب نے ان کے تفصیلی جوابات علمی انداز میں تحریر فرمائے، آج بھی بہت سے آزاد ذہنیت رکھنے والے تبلیغی جماعت اور اس کے کام، اور کتب فضائل پر اسی نوع کے اعتراضات کر کے لوگوں کے ذہنوں کو گندہ اور بدگمان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدظلہ العالی نے ۵۰، ۴۰ سال کے عرصہ میں علمی خطوط کے جو جوابات تحریر فرمائے حضرت کے حکم سے احقر نے دو جلدوں میں ان کو مرتب کیا ہے، جلد اول نوادر الحدیث کے نام سے موسوم ہے اور جلد ثانی نوادر الفقہ کے نام سے، جو بڑے سائز میں ہزار صفحات سے زائد پر مشتمل ہے، انہیں نوادر میں ایک باب دعوت و تبلیغ اور تبلیغی جماعت سے متعلق سوالات و جوابات پر بھی مشتمل تھا، جس میں تبلیغ

سے متعلق اہل علم حضرات کی طرف سے کئے گئے سوالات اور اشکالات کے جوابات تحریر کئے گئے ہیں، آزاد ذہن رکھنے والے نام نہاد اہل علم آج بھی ایسے اعتراضات کیا کرتے ہیں، ضرورت محسوس ہوئی کہ ان سوالات کے جوابات کو علیحدہ رسالہ میں بھی شائع کر دیا جائے تاکہ لوگوں کے شکوک و شبہات دور ہو سکیں۔

یہ رسالہ انہیں خطوط کے علمی جوابات کا مجموعہ ہے اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے خیر و ہدایت اور اصلاح و حفاظت کا ذریعہ بنائے۔

والسلام

محمد زید

۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تبلیغ اور فضائل اعمال سے متعلق متفرق احادیث کی تحقیق
اس حدیث پاک کی تحقیق کہ تبلیغی جماعت کے رہبر کو اللہ تعالیٰ
جنت میں رہبر بنائیں گے جو لوگوں کو جنت میں لے جائے گا

سوال: بعض لوگ جماعت کی رہبری کی فضیلت کے بارے میں فرماتے
ہیں کہ اگر کوئی شخص جماعت کا رہبر ہوگا قیامت کے دن اللہ میاں رہبر بنا کر جنت میں
لے جائیں گے کیا یہ روایت ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: یہ حدیث بالفاظ مذکورہ فی السؤال تو نہیں ملی لیکن بظاہر دو حدیثوں سے
یہ مضمون ماخوذ ہے اول حدیث مسلم ”من دل علی خیر فلہ مثل أجر فاعله“ ثانی
حدیث مسلم أيضاً ”من سلک طریقاً یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقاً
إلی الجنة“ اس سے یہ مضمون اس طور پر ماخوذ ہے کہ دال علی الخیر مثل فاعل خیر کے ہے اور
یہ دلالت علم کا ایک طریق ہے جس کے بارے میں دوسری حدیث میں ضمانت لی گئی ہے
کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلائیں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

قدرت کے باوجود معاصی کو دیکھ کر نہ روکنے والے قیامت میں اپنی قبروں سے بندر اور خنزیر کی شکل میں اٹھیں گے

سوال: ماہ ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ مطابق ستمبر ۸۲ء وصیۃ العرفان میں حضرت شاہ
وصی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے (بعنوان مدہانت کی سزا) فرمایا کہ روح المعانی نے
ایک حدیث نقل کی ہے کہ خطیب بغدادیؒ حضرت ابوسلمہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ
میرے والد نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ
محمد ﷺ کی جان جس کے قبضہ میں ہے میری امت میں سے بروز قیامت اپنی اپنی قبروں
میں سے کچھ لوگ ایسے نکلیں گے جن کی صورتیں بندر اور سور کی سی ہوں گی (العیاذ باللہ) اور
یہ اس لئے ہوگا کہ ان لوگوں نے اہل معصیت کو انکی معصیت سے روکنے میں مدہانت
(سستی) کی ہوگی یعنی ان کو باوجود قدرت کے اس سے روکا نہ ہوگا۔

محمد غفران کثلی

جواب: یہ روایت علامہ سیوطی نے درمنثور (۳۰۲/۲) میں خطیب بغدادی کی
کتاب روات مالک کے حوالہ سے نقل کی ہے وہ کتاب سامنے نہیں ہے اس لئے روایت
کے متعلق اسنادی حیثیت سے کلام کرنا دشوار ہے روایت تو جیسی بھی ہو لیکن قدرت ہوتے
ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا بہت سخت ہے اور اس سلسلہ میں بہت سی
احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے بعض تم نے مشکوٰۃ شریف میں پڑھی ہیں اور بہت سی
حافظ ابن کثیر نے (۸۳/۲) پر اور علامہ سیوطی نے (۳۰۱-۳۰۲) پر درج کی ہیں۔
بندہ محمد یونس عفی عنہ

اس حدیث پاک کی تحقیق کہ جب امت امر بالمعروف ونہی عن المنکر
چھوڑ دے گی برکات وحی سے محروم ہو جائے گی

برکات وحی کا مطلب

سوال:- عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: "إذا عظمت
أمتي الدنيا نزعَتْ منها هبة الإسلام وإذا تركت الأمر بالمعروف والنهي
عن المنكر حرمت بركة الوحي وإذا تسابت أمتي سقطت من عين الله
عز وجل".

رواه الترمذي الحكيم في نوادر الأصول قال الحافظ في تخریج
الكشاف ص: ٦٥ في إسناده البخاري بن عبيد وهو ضعيف. اهـ. وقال
العراقي في تخریج الإحياء ١/٢٥٦ رواه ابن أبي الدنيا في كتاب الأمر
بالمعروف من حديث الفضيل بن عياض قال ذكر عن نبي الله ﷺ .
بركة الوحي. سے کیا کیا مراد ہے مفصل تحریر فرمائیں۔

جواب:- بسم الله الرحمن الرحيم

صلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ أجمعین.

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ برکت الوحي کے مصداق کیا ہیں؟ ظاہر ہے کہ جس کو
شریعت کی زبان میں وحی کہا جاتا ہے اسی کی برکت مراد ہوگی اور وہ کیا ہے جس کو زبان
شریعت میں وحی کہا جاتا ہے؟ قرآن کریم اور حدیث پاک ہے۔

وفسرہ العزیزی فی شرح الجامع الصغیر ١/٢٣٩ بالقرآن فقط وفي

الإحياء ص: ۲۵۶ قال الفضيل يعني حرّموا فهم القرآن اهـ.
 حکیم ترمذی نوادر الاصول ص: ۷۷ میں تحریر فرماتے ہیں: أما قوله إذا تركت
 الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر حرمت بركة الوحي فإن في تركهما
 خذلاناً للحق وجفوة للدين وفي خذلان الحق ذهاب البصيرة وفي جفاء
 الدين فقد النور، فيصير القلب محجوباً عن فهم حقائق القرآن والحديث
 ولطائفه وغوامضه وإن كان القارى من أعلم الناس باللغة وأبصرهم
 بتفسيره لأن في خذلان الحق صار الصدر مظلماً والقلب محجوباً والذي
 أشرق صدره بالنور فعلى قلبه تنزل ينابيع الفهم، فيلتذ بلطائف الأوامر
 والنواهي، يفرح بالوعد ويتحذر بالوعيد انتهى.

کتبہ العبد محمد یونس بامر شیخنا الأستاذ المولی
 محمد زکریا شیخ الحدیث بمظاہر العلوم ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

اس حدیث پاک کی تحقیق کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے

جیسے کپڑا پرانا ہوتا ہے

سوال:- حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنی تصنیف فضائل ذکر میں دو احادیث نبوی
 ﷺ کے تراجم درج فرمائے ہیں مجھے اپنی ایک تصنیف کے سلسلہ میں ان دونوں احادیث
 کے اصل الفاظ کی ضرورت ہے اگر آپ ازراہ مہربانی ان احادیث کا اصل متن اور پورا
 حوالہ عنایت فرمادیں تو عین نوازش ہوگی۔

پہلی حدیث کتاب مذکور کے (ص ۷۴) پر درج ہے کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے

جیسا کہ کپڑا پرانا ہو جاتا ہے اس لئے اللہ جل شانہ سے ایمان کی تجدید مانگتے رہا کرو۔
والسلام احقر محمد عزیز حسن، چوکی حسن خان مراد آباد

جواب:- مکرم و محترم السلام علیکم

ابھی آپ کا خط ملا حدیث پاک کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الإيمان ليخلق في جوف أحدكم كما يخلق الثوب فاسئلوا الله أن يجدد الإيمان في قلوبكم".

رواه الطبراني في الكبير والحاكم في المستدرک ۴/۱ قال
الحاكم: رواه مصريون ثقات وأقره الذهبي وقال الهيثمي في مجمع
الزوائد ۵۲/۱: إسناده حسن.

بندہ محمد یونس عفی عنہ

اس حدیث پاک کی تحقیق کہ ”جو کسی ذمی (کافر) کا حق

دباے گا میں قیامت میں ذمی کی طرف سے وکیل ہوں گا“

سوال: حضرت شیخ کے شجرہ میں ذمی کے حق کے حقوق کی رعایت کے سلسلہ میں

اردو میں حدیث کا مضمون درج ہے کہ قیامت میں اس ذمی کی طرف سے میں وکیل ہوں گا جو
کسی ذمی کا حق مارے گا انتہی مختصر اسکی اصل حدیث عربی عبارت بحوالہ ماخذ چاہیے امید ہے
کہ تکلیف فرما کر عنایت فرمائیں گے

جواب: شجرہ میں ذمی کی رعایت والی حدیث ابوداؤد شریف میں ہے اور

ابوداؤد ہی کے حوالہ سے مشکوٰۃ (ص ۳۵۴) میں ہے ولفظه عن صفوان بن سلیم عن عدة من أبناء أصحاب رسول الله ﷺ عن آبائهم عن رسول الله ﷺ قال: "ألا من ظلم معاهداً أو انتقصه أو كلفه فوق طاقته أو أخذ منه شيئاً بغير طيب نفس فأنا حجيجه يوم القيامة". رواه أبو داؤد (۱۵۹/۴).
بندہ محمد یونس عفی عنہ

اس حدیث پاک کی تحقیق کہ مبلغین و مجاہدین جس راستے سے
گزر جاتے ہیں وہ راستہ دوسرے راستوں پر فخر کرتا ہے

سوال: وہ لوگ فضائل گشت میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس راستے سے مجاہدین و مبلغین اسلام گذرتے ہیں بزبان حال وہ راستے دوسرے راستے پر فخر کرتے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: أخرج الطبراني في الأوسط من طريق صالح المري عن جعفر بن زيد عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ ما من صباح ولا روح إلا بقاع الأرض ينادى بعضها بعضاً يا جارة! هل مربك عبد صالح صلي عليك، أو ذكر الله فان قالت: نعم رأت لها بذلك عليها فضلاً.

قال الحافظ الهيثمي في مجمع الزوائد (۶/۲): صالح المري ضعيف. قلت: هو صالح بن بشير المري الزاهد المشهور معروف عند أهل الحديث، والرجال ترجم له في الميزان، وضعفه ابن معين والدارقطني وقال الفلاس والبخاري: منكر الحديث، وقال النسائي: متروك وقد روى عباس عن يحيى ليس به بأس.

قلت: وأخرجه ابن المبارك في الزهد (ص: ١١٣) من هذا الوجه موقوفاً على أنس وأخرج قول ابن مسعود أن الجبل يقول للجبل يا فلان هل مر بك اليوم ذاكر الله تعالى فإن قال: نعم سرّ به.

بنده محمد يونس عفى عنه

فی سبیل اللہ کے مفہوم میں عموم
گشت کے بعد جو نماز پڑھی جائے اس کا ثواب سات لاکھ
نمازوں کے برابر ہوتا ہے

سوال: تبلیغی جماعت والے حضرات گشت کی ترغیب دیتے وقت یہ فرماتے ہیں کہ گشت کر کے جو نماز پڑھی جاوے اس کا ثواب سات لاکھ درجہ ہے یعنی ۷ لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور اس اللہ کے راستہ میں نکلنے کا اجر بھی اسی طرح ہے کہ ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ روپے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اس کے بارے میں بھی حدیث یا قرآن کا ثبوت چاہئے تاکہ تسلی ہو، اگر کوئی ثبوت ہے تو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی اس تحریک سے پہلے امت مسلمہ اس ثواب عظیم سے محروم کیوں رہ گئی گشت و تبلیغ کا سلسلہ تو تقریباً پینسٹھ سال سے جاری ہوا ہے امید ہے کہ احادیث کے حوالہ سے آپ تشریف فرمائیں گے۔

جواب: اہل تبلیغ کے قول کی دلیل مشکوٰۃ شریف ص: ۳۳۵ کی یہ روایت ہے:

”مَنْ غَزَا بِنَفْسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْفَقَ فِي وَجْهِهِ ذَلِكَ فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ دِرْهَمٍ“. رواہ ابن ماجہ وفی سندہ مقال۔

سبیل اللہ عرف خاص میں جہاد پر بولا جاتا ہے، لیکن عرف عام میں ہر خیر کے راستے پر بولا جاتا ہے۔ انفاق کا مسئلہ نص روایت سے ماخوذ ہے اور باقی بظاہر استدلال کے طور پر اخذ کیا گیا ہے اور سبیل اللہ کا مفہوم عام مان لینے کی صورت میں طلب علم یا دین کے لیے کسی بھی غرض سے نکلنا بھی اس میں داخل ہو جائے گا اس لیے امت کی محرومی کا مسئلہ پیش نہیں آتا اور اہل تبلیغ اس وقت امت کی عمومی دین سے بے خبری کی بناء پر تبلیغ پر زور دیتے ہیں اس لیے کہ یہ امت کے تمام ہی لوگوں کے دین سے باخبر ہو جانے کا آسان راستہ ہے تجربہ اس کا شاہد ہے۔ فقط والسلام
محمد یونس ۲۶/۳/۱۴۱۴ھ

اس حدیث پاک کی تحقیق کہ جو طالب علم یا جو جماعت جس قبرستان کے قریب سے گزر جاتی ہے چالیس روز تک

اللہ تعالیٰ عذاب قبر معاف فرما دیتا ہے

سوال: بعض تبلیغی بھائیوں کی زبانی سنائی دیا ہے کہ تبلیغی گشت اور سفر یا فضائل علم کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ جماعت یا طالب علم جن قبرستان کے قریب سے گزرتے ہیں اس قبرستان کے مردوں کی چالیس روز تک عذاب قبر معاف ہو جاتا ہے کیا یہ حدیث میں ثابت ہے؟ اگر ہے تو بحوالہ کتاب براہ کرم رقم فرما کر تشفی خاطر کریں۔

جواب: قال التفتازانی فی شرح العقائد ص ۱۲۳ قال علیہ الصلاة

والسلام إن العالم والمتعلم إذا مرّ علی قرية فإن الله تعالیٰ یرفع العذاب عن مقبرة تلك القرية أربعين يوماً انتهى قال علی القاری فی الموضوعات الكبير ص ۲۴ قال الحافظ جلال الدین السيوطي: "لا أصل له". محمد یونس عفی عنہ

اللہ کے راستہ میں ایک ساعت حجر اسود کے سامنے

ساری رات عبادت سے افضل ہے

فی سبیل اللہ کی تشریح اور اس کا مصداق

سوال: ایک حدیث جو فضیلت جہاد حقیقی پر مشتمل ہے یعنی اللہ کے راستے میں ایک ساعت ٹھہرنا شب قدر میں حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے یہ حدیث ہمارے موجودہ تبلیغی جماعت پر منطبق ہوگی یا نہیں براہ کرم اس اشکال کو مضبوط دلیل سے رفع فرمادیں؟

جواب: هذا الحديث أخرجه ابن حبان في صحيحه والبيهقي وغيرهما من طريق مجاهد عن أبي هريرة أنه كان في الرباط ففزعوا إلى الساحل ثم قيل: لا بأس، فأنصرف الناس وأبو هريرة واقف، فمر به إنسان فقال: ما يوقفك يا أبا هريرة فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "موقف ساعة في سبيل الله خير من قيام ليلة القدر عند الحجر الأسود" وكذا في الترغيب (۱/۲۲۶).

فی سبیل اللہ کے دو اطلاق ہیں ایک خاص یعنی جہاد اور یہی معنی عند الاطلاق متبادر ہوتے ہیں اس لیے کہ اہل عرف نے عام طور پر اسی میں استعمال کیا ہے۔
ثانی ہر وہ کام جو اللہ کے لیے ہو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

وفی سبیل اللہ کناية عن السعی إلى الجهاد، وهو المتعارف فی

الشرع وقد يراد به السعي إلى الحج والرزق الحلال، كذا في حاشية الترمذي (۱۹۶/۱) یہ دونوں استعمال حضرات محدثین کرام و فقہاء عظام بھی نے کیا ہے۔ امام بخاریؒ، بخاری شریف کتاب الجمعة (۱۲۴) میں ترجمہ منعقد فرماتے ہیں باب المشي إلى الجمعة اور اس میں یہ حدیث ذکر فرماتے ہیں من اغبرت قدما في سبيل الله حرمه الله على النار. بعض شراح نے اثبات ترجمہ میں دو دراز کی تاویلیں کی ہیں لیکن بندہ کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ بخاری نے فی سبیل اللہ ہی کے لفظ سے استدلال کیا ہے کما صرح به العینی وغیرہ اور اس سے زیادہ قوی یہ ہے کہ خود صحابی نے فی سبیل اللہ کے مفہوم کو جہاد سے اعم سمجھا ہے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے واضح ہے بخاری فرماتے ہیں: حدثنا علي بن عبد الله حدثنا الوليد بن مسلم قال: حدثنا يزيد بن أبي مریم قال: حدثنا عباية بن رفاعه قال: أدر كني أبو عبس وأنا أذهب إلى الجمعة فقال: سمعت رسول الله ﷺ من اغبرت قدما في سبيل الله حرمه الله على النار.

حضرت ابو عبس عبد الرحمن بن جیر نے فی سبیل اللہ کو جہاد سے اعم مراد لیا ہے اسی لیے تو مشی فی سبیل اللہ کی فضیلت کے مقام میں اس حدیث سے استدلال فرمایا ترمذی شریف میں عباية بن رفاعه تابعی کا اس معنی اعم پر حمل کرنا مذکور ہے اور کوئی استبعاد نہیں کہ دونوں ہی نے اپنے اپنے وقت پر کیا ہوا بن بطل اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: والمراد من ”في سبيل الله“ جميع طاعاته۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں (۲۳/۶) وهو كما قال، إلا أن المتبادر عند الاطلاق من لفظ ”في سبيل الله“ الجهاد وقد أورده المصنف يعني البخاري في فضل المشي إلى الجمعة استعمالا للفظ في عمومته انتهى.

اسی طرح فقہاء مصارف زکوٰۃ میں فی سبیل اللہ کے مفہوم میں مختلف ہیں کہ آیا منقطع الحاج مراد ہیں کما هو قول محمد أو منقطع الغزاة کما هو قول أبي يوسف والمسئلة مذکورة في الهداية والمبسوط وغيرهما من كتب المذاهب، وقال الحافظ: ”الأكثر على أنه يختص بالغازي“ وعن أحمد وإسحاق: ”الحج من سبيل الله“ جب فی سبیل اللہ کا اطلاق جہاد کے ماسوی پر ہو سکتا ہے تو پھر اس عموم میں تبلیغی اسفار کو داخل ماننے میں بظاہر کوئی استبعاد نہیں ہے جبکہ دونوں کی غرض اعلاء کلمۃ اللہ ہی ہے یعنی جہاد باللسان اور تبلیغی اسفار یعنی جہاد باللسان والبيان البتہ جو فضائل خاص طور سے جان فروشی اور سرکٹانے کے بارے میں وارد ہیں اس میں ان اسفار کو داخل ماننا اشکال سے خالی نہیں ہے واللہ اعلم۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

تعلیم و تبلیغ کا درجہ نفلی عبادت سے بڑھ کر ہے

یہ بالکل صحیح ہے کہ ایسی نفلی عبادت جس کا نفع صرف عابد کو پہنچے چاہے کتنی ہی بڑی ہو، تعلیم و تبلیغ کا درجہ اس سے بڑا ہے لیکن تبلیغ کو تعلیم پر ترجیح دینا یا اس کا عکس مناسب نہیں یہ غالی لوگوں کا کام ہے دونوں ضروری ہیں اور بعض مواقع میں بعض کو دوسرے پر عارضی تقدیم ہو سکتی ہے۔

محمد یونس عفا اللہ عنہ

یہ کہنا صحیح نہیں کہ تعلیم و تعلم یعنی پڑھنا پڑھانا نمبر دو پر ہے

اور تبلیغ نمبر ایک پر ہے

تعلیم کے بغیر تبلیغ محال ہے صحابہ نے پہلے علم سیکھا پھر تبلیغ کی

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ علم دین کا پڑھنا اور پڑھانا نمبر دو پر ہے اور تبلیغی

جماعت میں کام کرنا نمبر ایک پر ہے؟

جواب: تعلیم و تبلیغ دونوں ضروری ہیں آپ مستقلاً تعلیمی کام کریں جب تعطیل

کے ایام ہوں تو تبلیغ کے لیے بھی سفر کر لیا کریں، اہل تبلیغ کا اصرار اور نمبر ایک و دو کہنا ان کی اپنی سمجھ کے اعتبار سے ہے، علم کے بغیر تبلیغ محال ہے۔ اور علم کے لیے تعلیم ضروری ہے، صحابہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علم بھی سیکھتے تھے اور تبلیغ بھی کرتے تھے مالک بن الحویرث کے ساتھی اور اسی طرح وفد عبدالقیس جب آئے تو پہلے علم سیکھا اس کے بعد واپسی پر ان کو تبلیغ کا حکم دیا گیا۔

محمد یونس عفا اللہ عنہ

فارغ ہونے والے طلبہ کے لئے

حضرت اقدس شیخ مدظلہ کی چند نصیحتیں

بخدمت گرامی مرتبت حضرت مولانا محمد یونس صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج سامی بعافیت ہوں گے بندہ رضوان محمد رافع ساکن آسٹریلیا متعلم دارالعلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا بھروچ گجرات اس سال دورہ حدیث کی تکمیل کر کے آئندہ مہینہ سند فراغت اور دستار فضیلت پارہا ہے الحمد للہ علی ذلک۔

بعدہ وطن کے لئے عازم ہے لہذا آنحضرت مدظلہ سے عرض ہے کہ مجھے ادعیہ صالحہ اور نصائح عالیہ سے نوازیں..... شکریہ والسلام مع الاحترام

عزیزم سلمہ..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیز من آپ نے دین کا علم پڑھا ہے اس لئے آپ اپنے لئے اسی کو منتخب کریں، اسی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں چند باتیں لکھتا ہوں جو اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے پسند کرتا ہوں:

(۱) تصحیح نیت و اخلاص کا اہتمام

(۲) اتباع سنت پر مداومت

(۳) معاصی سے کلی اجتناب اور مواقع معاصی سے حتی الوسع دوری

(۴) تعلیم دین سے اشتغال اور اشاعت دین کی مکمل فکر

(۵) تبلیغ سے حتی الوسع ربط

(۶) تزکیہ اصلاح کی غرض سے اہل اللہ سے تعلق اور ان کی ہدایات پر عمل

(۷) اصلاح فیما بین المسلمین کا اہتمام اور منازعت سے کلی گریز

(۸) قدرے نوافل کا اہتمام

(۹) اپنے اندر اللہ پاک کی محبت پیدا کرنے کی فکر۔

محمد یونس مظاہر علوم سہارنپور..... ۱۲/۷/۱۴۱۱

ایک اور اہم نصیحت

عزیزم سلمہ..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
دین سیکھنا اور اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو سکھانا سبھی ضروری ہے تدریس و تعلیم
میں بھی مشغول رہنا چاہئے اور حسب استطاعت تبلیغ میں بھی حصہ لینا چاہئے حدیث
پاک میں ہے: ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يَعْشَنِ مَعْنَتَا وَلَا مَعْنَتَا وَلَكِنْ بَعَثَنِي
مُعَلِّمًا مِيسِرًا“

رواہ احمد (۳/۳۲۸) و مسلم (۱/۲۸۰) عن جابر، مسند دارمی سنن ابن ماجہ
ص: ۲۱ میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث میں **إِنَّمَا بَعْثَنِي مُعَلِّمًا** ہے۔ دیکھو
مشکوٰۃ ص: ۳۶۔

مسند احمد میں ۱۰۱/۲ حضرت معاویہ کی حدیث میں ہے، اِنما انا مبلغ واللہ
یہدی، (مسلم ۱/۲۸۲) ترمذی ۲/۲۰۵ میں حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے:
اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ مُبَلِّغًا وَلَمْ يَرْسَلْنِيْ مُتَعِنًّا ہے یہ مسلم کے الفاظ ہیں،
ترمذی کے الفاظ: اِنما بعثنی اللہ مبلغا ولم یبعثنی متعنتا ہیں وفی سندہ
انقطاع.

العبد محمد یونس عفا اللہ عنہ
 (شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور)

قرآن پاک کی ایک آیت سیکھ لینا سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے
اور کسی ایک شرعی مسئلہ کا سیکھ لینا ہزار رکعت نفل سے افضل ہے

سوال: ”باب من العلم يتعلمه أحب إلينا من ألف ركعة تطوع“.
جامع ابن عبد البر ص: ۳۰ تنزیہ الشریعة عن ابن عباس ۱/۲۷۸، ترغیب ۱/۲۶۰
باسناد حسن۔

جواب: هذا الحديث جاء من ثلاث طرق ذكرت في السؤال.
الطريق الأول: أخرجه البزار كما في كشف الأستار ۱/۱۳۲
والخطيب في ”الفيہ والمتفقہ ۱/۱۶“ وابن عبد البر في ”جامع بيان
العلم“ من طريق الحجاج بن نصير عن هلال بن عبد الرحمن الحنفي
عن عطاء بن أبي ميمونة عن أبي سلمة عن أبي هريرة وأبي ذر. قالوا:
باب من العلم تتعلمه أحب إلينا من ألف ركعة تطوعاً. وباب من العلم
تعلمه عمل به أو لم يعمل أحب إلينا من مائة ركعة تطوعاً. وقالوا:
سمعنا النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إذا جاء الموت طالب العلم
وهو على هذه الحال مات وهو شهيد وهذا الإسناد واه.
قال العقيلي: هلال بن عبد الرحمن منكر الحديث.

والطريق الثاني: قال ابن النجار أنبأنا عبد الواحد بن عبد السلام
أنبأنا أبو علي أحمد بن أحمد بن علي الخزار أنبأنا أبو الحسن محمد
بن أحمد النحاس أنبأنا أبو الحسين علي بن محمد بن عبد الله بن
بشران أنبأنا عثمان بن أحمد بن يزيد الدقاق حدثنا إبراهيم بن جعفر

حدثنا محمد بن مهدي بن هلال الأسدي حدثني أبي عن محمد بن زياد عن ميمون بن عمران عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :

من تعلم بابا من العلم عمل به أو لم يعمل كان أفضل من صلاة ألف ركعة، فإن هو عمل به أو علمه كان له ثوابه وثواب من يعمل به إلى يوم القيامة.

قال السيوطي في ذيل اللآلي ص ٤١ محمد بن زياد الشكري كذاب يضع الحديث وأقره ابن عراق في تنزيه الشريعة ٢٧٨/١.

والطريق الثالث: قال ابن ماجه ص ٢٠ حدثنا العباس بن عبد الله الواسطي ثنا عبد الله بن غالب العبّاداني عن عبد الله بن زياد البحراني عن علي بن زيد عن سعيد بن المسيب عن أبي ذر قال : قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أبا ذر لأن تغدو فتعلم أية من كتاب الله خير لك من أن تصلي مائة ركعة ولأن تغدو فتعلم بابا من العلم عمل به أو لم يعمل خير من أن تصلي ألف ركعة.

قال المنذري في هذا الإسناد: حسن، قلت في هذه الطرق ما يدفع دعوى البطلان الذي أشار إليه السيوطي ثم ابن عراق. بنده محمديونس عفى عنه

ہم نے پہلے ایمان سیکھا پھر قرآن

سوال: أين قول الصحابة تعلمنا الإيمان قبل أن نتعلم القرآن؟.

الجواب: - أخرجه ابن ماجة ص: ٧ من طريق حماد بن نجيح عن أبي

عمران الجوني عن جندب بن عبد الله قال: كنا مع النبي ﷺ ونحن فتيان

حز اورة فتعلمنا الإيمان قبل أن نتعلم القرآن ثم تعلمنا القرآن فازدنا به إيماناً. وإسناده صحيح كما قال العراقي وزاد الطبراني فيه: "وأنتم اليوم تعلمون القرآن قبل الإيمان" وهو صحيح أيضاً وله شاهد من حديث ابن عمر أخرجه الحاكم وصححه على شرط الشيخين والبيهقي: "لقد عشنا برهة من الدهر وإن أحدنا يؤتي الإيمان قبل القرآن" كذا في تخريج الإحياء ٦٨/١ وراجع الإتحاف ص: ٤٢٤ - محمد يونس عفى عنه

دین کے لیے تھوڑی دیر غور و فکر کرنا ساٹھ سال عبادت سے بہتر ہے

سوال: ایک حدیث جو لوگوں کے منہ سے سنائی دیتی ہے کہ تفکر ساعة خیر من عبادۃ ستین سنة أو ثمانین سنة أو کما قال علیہ السلام یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو یہاں فکر سے کون سی فکر مراد ہے اور کس قسم کی فکر مطلوب ہے؟

جواب: حدیث تفکر ساعة خیر من عبادۃ ستین سنة.

هذا الحديث أخرجه أبو الشيخ في كتاب العظمة من طريق عثمان بن عبد الله القرشي عن إسحق بن نجیح الملقی عن عطاء الخراساني عن أبي هريرة مرفوعاً: "فكرة ساعة خیر من عبادۃ ستین سنة". وأورده ابن الجوزي في الموضوعات وتعقبه السيوطي في اللآلي ص: ٣٢٧ بأن العراقي اقتصر في تخريج الإحياء على تضعيفه.

قلت: هذا عجيب من السيوطي فإن العراقي لما ذكر قول الغزالي في الإحياء ٣٦١/٤ حديث: تفکر ساعة خیر من عبادۃ سنة قال: أخرجه ابن حبان في كتاب العظمة من حديث أبي هريرة بلفظ "ستین سنة" بإسناد

ضعیف ومن طریقہ ابن الجوزی فی الموضوعات ورواہ أبو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث أنس بلفظ: ثمانین سنة، وإسناده ضعیف جداً ورواہ أبو الشیخ من قول ابن عباس بلفظ ”خیر من قیام لیلۃ“ انتهى.

فہذا قد عقبہ العراقی لکلام ابن الجوزی، والعراقی یتجنب الحكم بالوضع کما علمت بإستقراء کلامہ فلذا حکم بالضعف ثم عقبہ بإیراد ابن الجوزی لہ فی الموضوعات ولم یتعقبہ بالرد و ذکر السیوطی فی اللآلی بعض شواہدہ منها: ما أخرجه الدیلمی من طریق سعید بن مسیرۃ البکری البصری عن أنس قال: ”تفکر ساعة فی اختلاف اللیل والنهار خیر من عبادۃ ألف سنة“.

قلت: وسعید بن مسیرۃ قال البخاری: عنہ مناکیر، وقال أيضاً: منکر الحدیث. وقال ابن حبان: یروی الموضوعات کذا ذکر الذہبی فی المیزان. وأورد فی ترجمتہ أحادیث وقال: روی لہ ابن عدی ہذہ الأحادیث وقال ہو مظلم الأمر.

قال الحافظ ابن حجر فی اللسان: قال أبو حاتم: لیس یعجبنی حدیثہ وهو منکر الحدیث، ضعیفہ، یروی عن أنس المناکیر. وقال أبو أحمد الحاکم: منکر الحدیث، وذكرہ ابن الجارود والساجی فی الضعفاء وأخرج أبو الشیخ فی العظمة من طریق عمر و بن قیس الملائئی قال: بلغنی ”أن تفکر ساعة خیر من عمل دهر من الدهر“.

ان ساری عبارات سے حدیث کا مقام خود متعین ہو جاتا ہے بظاہر مرفوعاً ثابت ہونا مشکل ہے، اس لیے کہ کوئی طریق علت قادمہ سے خالی نہیں ہے، اور اگر ثابت ہو جائے تو

پھر اس کی توجیہ یہ ہوگی کہ جس قدر تدبر و تفکر ہوگا اسی قدر اپنی ذلت اور بے مائیگی اور حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی پیش نظر ہوگی جس کا ثمرہ خشیت باری تعالیٰ مرتب ہوگا نیز تفکر اگر آلاء اللہ میں ہو تو شکر و شوق پیدا ہوگا اور پھر بڑھتے بڑھتے یہی راسخ ہو کر نسبت یادداشت بن جائے گا جو عین مقصود سالکین ہے بظاہر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ تو ثابت نہیں ہیں لیکن تقریر بالا کے پیش نظر معنی ثابت ہیں اور اس کا شاہد آیت شریفہ:

”إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ“ اور آیت: ”إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ“ وغیرہ ہیں۔
فکر و نظر سے مراد وہی فکر و نظر ہے جو معرفت حق کا سبب ہو ورنہ ایسا فکر و نظر جو ملحدوں کو ہوتا ہے تو عین بعد و سبب عذاب ہے۔

قال ابو علی الروذباری:

التفکر علی أربعة أوجه: فکرة في آیات الله، و علامتها تولد المحبة، وفکرة في وعد الله بثوابه، و علامتها تولد الرغبة، وفکرة في وعيده تعالى، و علامتها تولد الرهبة، وفکرة في جفاء النفس مع إحسان الله، و علامتها تولد الحياء من الله تعالى۔

(طبقات شافعیہ ۲/۱۰۱) واللہ اعلم

بندہ محمد یونس عفی عنہ

جولوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا

مخدومی حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی طرف سے ایک گرامی نامہ ملا تھا اس میں حضرت والا نے ایک ملفوظ تحریر فرمایا تھا جو مجھے بہت ہی پسند آیا اور دل میں یہ خیال ہوا کہ اسے عام لوگوں کے فائدہ کی غرض سے شائع کرا دوں بندہ نے حضرت والا سے اجازت طلب کی حضرت والا نے اجازت مرحمت فرمادی لیکن ساتھ میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ چونکہ اس میں ایک حدیث پاک ہے اس لئے شائع کراتے وقت اس حدیث پاک کا حوالہ ضرور شائع کریں کہ بغیر حوالہ کے حدیث کا شائع کرنا مناسب نہیں ہے وہ ملفوظ اور حدیث یہ ہے۔

ملفوظ: دوستوں کو کس طرح یہ بات سمجھائی جائے کہ دوسروں کو تکلیف پہنچانے میں اس کو تو نقصان کم ہوتا ہے اپنے کو زیادہ، حضور اقدس ﷺ کے ارشادات کی نہ قدر ہے نہ معلومات۔

حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے جو دوسرے کو مضرت پہنچائے اللہ تعالیٰ اس کو مضرت پہنچائے اور جو دوسرے کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ اس کو مشقت میں ڈالے۔ تکلیف وہی کی معافی چاہتا ہوں۔ محتاج دعاء

بندہ محمد یعقوب غفرلہ

خادم حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدظلہ بمبئی

جواب: مکرم و محترم زید مجرّم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی آپ کا خط ملا خیر و عافیت معلوم ہو کر مسرت ہوئی یہاں بھی بحمد اللہ سب طرح عافیت ہے۔

حضرت اقدس مدظلہ العالی نے جو حدیث تحریر فرمائی ہے وہ ایک حدیث کا ترجمہ ہے اس کے الفاظ صحابی کے نام کے ساتھ حسب ذیل ہیں۔

عن أبي صرمة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ”من ضارّ ضارّ الله به ومن شاقّ شاقّ الله عليه“.

رواه أحمد ۴۵۳/۳ والترمذي ۱۶/۲ وابن ماجه ۱۷۰ وقال الترمذي: هذا حديث حسن غريب.

اور یہ حدیث مشکوٰۃ شریف ۴۲۸ پر بھی ہے۔ اس احقر نا کارہ کیلئے بھی دعائے فلاح دارین کرتے رہیں والسلام۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ ۱۷ شوال ۱۳۹۸ھ

اس حدیث کی تحقیق کہ جو مسلمانوں کا راستہ تنگ کرے

اس کا جہاد مقبول نہیں

سوال: معارف القرآن جلد ۵ کے ص ۲۰ پر یہ حدیث درج ہے ”جو شخص مسلمانوں کا راستہ تنگ کر دے اس کا جہاد مقبول نہیں“ مجھے اس کا حوالہ کتب حدیث سے مطلوب ہے؟
جواب: حدیث نمبر دو ابوداؤد کی ہے:

عن معاذ الجهنني عن أبيه قال غزوة مع النبي صلى الله عليه وسلم غزوة كذا وكذا فضيق الناس المنازل وقطعوا الطريق فبعث نبي الله صلى الله عليه وسلم منادياً ينادي في الناس أن من ضيق منزلاً أو قطع طريقاً فلا جهاد له. رواه أبو داود ۴۹۳/۳ قوله قطعوا الطريق قال علي القاري في المراقبة ۲۱۹/۴ أي بتضييقها على المارة. فقط.

جو مردہ سنت کو زندہ کرے سو شہیدوں کا ثواب پائے

سوال: من احيى سنتي بعد ما أميتت فله أجر مائة شهيد.

(مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ)

جواب: حدیث: ”من احيى سنتي بعد ما أميتت فله أجر مائة شهيد“

لم أقف عليه باللفظ المذكور في السؤال وذكره المنذري في الترغيب

۲۳/۱ بلفظ قريب منه في الترغيب في اتباع الكتاب والسنة قال:

وعن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:

”من تمسك بسنتي عند فساد أمتي فله أجر مائة شهيد“.

رواه البيهقي من رواية الحسن بن قتيبة، ورواه الطبراني من حديث

أبي هريرة بإسناد لا بأس به إلا أنه قال: فله أجر شهيد. اهـ.

قلت: ”والحسن بن قتيبة ضعفه الأكثر وقال ابن عدي: أرجو أنه

لا بأس به“ والله أعلم.

بندہ محمد یونس عفی عنہ ۹ صفر المظفر ۱۳۹۳ھ

اللہ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کرنے سے

ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے

سوال: گزارش یہ ہے کہ مرہی سے سنا کہ اللہ کے راستے میں نکل کر اپنے لئے

ایک روپیہ خرچ کرنے سے سات لاکھ روپیہ کا ثواب اور ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے

سے ایسا ثواب ملتا ہے اب اس کا باسند جواب تفصیلاً فرما کر تسلی فرمائیں۔

الجواب: ایک عمل پر راہ خدا میں سات لاکھ کا ثواب ابن ماجہ کی ایک روایت میں

وارد ہے جو متعدد صحابہ سے مروی ہے۔ (ابن ماجہ ص ۲۰۳)

قال حدثنا هارون بن عبد الله الحمالي ثنا ابن أبي فديك عن الخليل بن عبد الله عن الحسن بن علي بن أبي طالب وأبي الدرداء وأبي هريرة وأبي أمانة الباهلي وعبد الله بن عمرو وعبد الله بن عمرو وجابر بن عبد الله وعمران بن حصين كلهم يحدث عن رسول الله ﷺ أنه قال: "من أرسل نفقة في سبيل الله وأقام في بيته فله بكل درهم سبع مائة درهم، ومن غزى بنفسه في سبيل الله وأنفق في وجه ذلك فله بكل درهم سبع مائة ألف درهم". ثم تلا هذه الآية: "والله يضاعف لمن يشاء".

وخليل بن عبد الله قال الذهبي في الميزان: روي عن الحسن لا يعرف ماروي عنه سوى ابن أبي فديك. انتهى. وقال الحافظ ابن حجر في التقريب: مجهول. قلت: وفي سماع الحسن عن علي اختلاف مشهور.

قال الذهبي في الميزان: خليل بن عبد الله لا يعرف ماروي عنه سوى ابن أبي فديك وقال الحافظ ابن كثير ۳/۱: هذا حديث غريب وعزاه لابن أبي حاتم من حديث عمران بن حصين وإسناده إسناده ابن ماجه، وعزاه السيوطي في الدر المنثور لابن ماجه وابن أبي حاتم كليهما من حديث جماعة الصحابة المذكورين وسكت عنه ونقل السندي ۹۰/۲ عن زوائد الحافظ البوصيري أنه قال: في إسناده خليل بن عبد الله.

قال الذهبي لا يعرف وكذا قال ابن عبد الهادي. اهـ.

والتضعیف إلى سبع مائة ثابت بالقرآن والأحادیث الكثيرة التي ذكرها ابن كثير ۳۱۶/۱ والسيوطي والشوكاني وغيرهم.

والزيادة على السبع مائة يؤيده قوله تعالى: ”والله يضاعف لمن يشاء“. وقوله تعالى: ”من ذا الذي يقرض الله قرضاً حسناً فيضاعفه له أضعافاً كثيرة“ ولكن التحديد إلى السبع مائة ألف في صورة الخروج وإلى السبع مائة فقط في عدم الخروج لا أعلمه في غير هذا الحديث وهو مراد الحافظ ابن كثير بقوله: هذا حديث غريب. والله أعلم.

ومن الأحاديث الدالة على الزيادة على سبع مائة ما أخرجه البخاري ومسلم ۷۸/۱ عن ابن عباس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما يروي عن ربه عز وجل قال: إن الله كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذلك فمن همّ بحسنة فلم يعملها كتب الله له حسنة كاملة، فإن همّ بها فعملها كتبها الله عنه عشر حسنات إلى سبع مائة ضعف إلى أضعاف كثيرة. قال النووي: فيه تصريح بالمذهب الصحيح المختار عند العلماء أن التضعيف لا يقف على سبع مائة، وحكى أبو الحسن أفضى القضاة الماوردي عن بعض العلماء أن التضعيف لا يتجاوز سبع مائة، وهو غلط لهذا الحديث. والله أعلم. انتهى.

بندہ محمد عفی عنہ

نماز اور دعاء کی برکت سے از خود چکی چلنے والی روایت کی تحقیق

سوال: یہاں پر ایک حدیث چل رہی ہے مگر وہ ملتی نہیں ہے کہ ایک صحابی گھر سے

تنگی کی وجہ سے نکل گئے اور کسی کی مزدوری نہیں کی مگر نماز پڑھتے رہے شام کو گھر آئے تو چکی گھوم رہی تھی گھر کے برتن بھر گئے پھر چکی اٹھا کر دیکھا کہ آٹا کہاں سے آتا ہے چکی چلنا بند ہو گئی حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر چکی نہ اٹھاتے تو قیامت تک چلتی رہتی؟

جواب: أخرجه أحمد (۵۱۳/۲) عن أبي هريرة قال: دخل رجل على أهله فلما رأى ما بهم من الحاجة خرج إلى البرية فلما رأت امرأته قامت إلى الرحي فوضعتها وإلى التنور سجرته ثم قالت: اللهم ارزقنا، فنظرت فإذا الجفنة قد امتلأت قال وذهبت إلى التنور فوجدته ممتلئاً، قال فرجع الزوج وقال أصبتم بعدي شيئاً؟ قالت امرأته: نعم من ربنا وقام إلى الرحي فذكر ذلك للبي ﷺ فقال: ”أما أنه لو لم يرفعها لم تزل تدور إلى يوم القيامة“ وكذا رواه البزار والطبراني في الأوسط ورجالهم رجال الصحيح غير شيخ البزار وشيخ الطبراني وهما ثقتان كذا قاله الهيثمي. (۲۵۷/۱۰). محمد يونس عفا الله عنه

اس حدیث کی تحقیق کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتے ہیں

اور ایک بھی مقبول نہیں ہوتی

سوال: فضائل نماز عکسی (ص ۷۲) پر ایک حدیث منقول ہے اس کے متعلق تحقیق مطلوب ہے فضائل نماز کے الفاظ یہ ہیں:

”اور ایک حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے مگر ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ کبھی رکوع اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا سجدہ

کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا سوال یہ ہے کہ صحاح ستہ میں سے کس کتاب میں یہ حدیث ہے حدیث کی کون سی قسم ہے اس کے رواۃ کون کون صحابی ہیں؟

جواب: حدیث مذکور ترغیب و ترہیب تصنیف للامام المنذری (ص: ۹۲) میں ہے ولفظه عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: "إن الرجل ليصلي ستين سنة وما تقبل له صلوة لعله يتم الركوع ولا يتم السجود، ويتم السجود ولا يتم الركوع". رواه أبو القاسم الأصبهاني وينظر سندہ. انتہی (ترغیب مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ)۔

یہ حدیث صحاح ستہ اور مسانید مشہورہ میں نہیں ہے اور ساری احادیث کچھ صحاح ستہ میں منحصر نہیں ہیں نیز یہ حدیث فضائل کے متعلق ہے اور فضائل میں علماء حدیث احمد بن حنبل وغیرہ نے تساہل روا رکھا ہے امام منذری جو فن حدیث کے امام ہیں انھوں نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

بحکم حضرت شیخ الحدیث مدظلہ ۱۳ شعبان ۱۴۳۹ھ

اس مسئلہ کی تحقیق کہ ”دوپیسے کے عوض سات سو

مقبول نمازیں قبول نہ ہوں گی“

سوال: حضرت شیخ نے فرمایا کہ دوپیسے کے بدلے میں سات سو مقبول نمازیں قبول نہیں ہوتیں اس کا حوالہ لکھیں؟

جواب: قال صاحب الدر المختار: "الصلاة لإرضاء الخصوم لا

تفید، بل یصلیٰ للہ تعالیٰ فإن لم یعف خصمه أخذ من حسناته، جاء أنه یوخذ بدائق ثواب سبع مائة صلاة بالجماعة“ اھ۔

قال ابن عابدين ۲۹۴/۱ قوله: جاء أى في بعض الكتب اشباه عن البرازية ولعل المراد بها الكتب السماوية أو يكون ذلك حديثا نقله العلماء في كتبهم، والدائق بفتح النون وكسرهما سدس الدرهم، وقوله: ”ثواب سبع مائة صلوة بالجماعة“ أى من الفرائض لأن الجماعة فيها، والذي في المواهب عن القشيري ”سبع مائة صلوة مقبولة“ ولم يقيد بالجماعة قال شارح المواهب ما حاصله: ”هذا لا ينافي أن الله تعالى يعفو عن الظالم ويدخله الجنة برحمته“ ملخصاً .
بندہ محمد یونس عفی عنہ

مسواک کے ستر فائدے سے متعلق

سوال : بغرض استفادہ مندرجہ ذیل امور کے متعلق احادیث کا ثبوت مطلوب ہے؟
فضائل نماز میں فوائد مسواک کے ذیل میں لکھا ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کے اہتمام میں ستر فائدے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھنا نصیب ہوتا ہے کیا اس کے متعلق کوئی حدیث ہے؟
بعد میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے بالمقابل ایفون کھانے میں ستر مضرتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔
جواب : مسواک کے ستر فوائد اور ایفون کے ستر ضرر کے متعلق مجھے کوئی حدیث معلوم نہیں!

بندہ محمد یونس عفی عنہ

کیا باسی روٹی کھانا سنت ہے؟

سئلت هل یسن أكل الخبز البائت الذى يقال له فى الهندیة باسى؟ فأجبت.
أخرج الترمذی ۶/۲، من طریق أبی حمزة الشمالی عن الشعبي عن أم
هانى بنت أبی طالب قالت دخل علی رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال:
هل عندكم شيء؟ فقلت: لا! إلا كسر يابس وخل، فقال النبى صلى الله عليه
وسلم: قربه، فما أفقر بيت من آدم فيه خل وقال هذا حديث حسن غريب لا
نعرفه من حديث أم هانى إلا من هذا الوجه.

قلت: ولفظ المشكوة ۲۶۶ برواية الترمذی إلا خبز يابس وهو لفظ
الترمذی في شمائله ۹۷ ويستدل على المقصود بما أخرجه مسلم عن أبی
هريرة لما كان يوم غزوة تبوك أصاب الناس مجاعة، فقال عمر يا رسول الله!
أدع بفضل أزوادهم ثم ادع الله لهم عليها بالبركة فقال: نعم! فدعا بنطع فبسط ثم
دعا بفضل أزوادهم فجعل الرجل يجيء بكف ذرة ويجيء الآخر بكف تمر
ويجى الآخر بكسرة، حتى اجتمع على النطع شيء فدعا رسول الله صلى الله
عليه وسلم بالبركة ثم قال: خذوا في أوعيتكم فأخذوا في أوعيتهم حتى ما تركوا
في العسكر وعاء إلا ملاءوه قال فأكلوا حتى شعبوا وفضلت فضلة فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله لا يلقي الله بهما
عبد غير شاك فيحجب عن الجنة“ كذا في المشكوة في باب المعجزات
ص: ۵۳۸ والظاهر أن النبي صلى الله عليه وسلم أيضاً أكل ولا يكون ما اجتمع
طرياً سيما في غزوة تبوك. والله أعلم. : بنده محمد يوسف عفى عنه

جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود شریف پڑھنے والی روایت کی تحقیق

سوال: اسی طرح جمعہ کے دن اسی ۸۰ مرتبہ پڑھنے والے درود شریف کے بارے میں اکثر اہل علم کو اس کی صحت کے اعتبار سے کلام ہے۔ میں نے حضرت اقدس کی طرف مراجعت کے لئے کہہ کر گلو خلاصی کی لیکن تشفی کی خاطر آپ کو تکلیف دی ہے۔ براہ کرم مینوں سوال کا جواب تحریر فرمادیں۔

مولوی حسین احمد

جواب: متعدد طرق سے مروی ہے مگر سب میں کلام ہے انس ابو ہریرہ کی روایتیں سخاوی نے القول البدیع میں نقل کی ہیں: أما حدیث أنس فأخرجه الخطيب ۴۸۹/۱۳ من طريق وهب بن داؤد بن سليمان الضير حديثنا إسماعيل بن إبراهيم حدثنا عبد العزيز بن صهيب عن أنس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاماً، فقيل له: كيف الصلوة عليك يا رسول الله! قال: تقول اللهم صل على محمد عبدك و نبيك و رسولك النبي الأمي و تعقد واحداً، ذكره الخطيب في ترجمة الضير هذا، وقال لم يكن بثقة، وأورده الذهبي في الميزان وابن حجر في اللسان ناقلاً عن الخطيب، وأقره عليه قال السخاوي ص: ۱۹۴ ذكره ابن الجوزي في الأحاديث الواهية.

وأما حديث أبي هريرة فذكره السخاوي في القول البدیع ص: ۱۹۵ بلفظ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوة علي نور علي الصراط، ومن صلى يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً.

أخرجه ابن شاهين في الافراد وغيرها وابن البشكوال من طريقه وأبو الشيخ والضياء من طريق الدار قطني في الافراد ايضاً، والديلمى في مسند الفردوس وأبو نعيم وسنده ضعيف، وهو عند الأزدي في الضعفاء من حديث أبي هريرة أيضاً لكنّه من وجه آخر ضعيف أيضاً، وأخرجه أبو سعيد في شرف المصطفى من حديث أنس والله أعلم وفي لفظ عند ابن بشكوال من حديث أبي هريرة أيضاً: من صلى صلاة العصر من يوم الجمعة، فقال: قبل أن يقوم من مكانه، اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم تسليماً ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً وكتبت له عبادة ثمانين سنة ونحوه عن سهل، كما سيأتي وعن أبي هريرة رضي الله عنه عند الدار قطني مرفوعاً بلفظ ”من صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين سنة، قيل يا رسول الله! كيف الصلوة عليك، قال تقول: اللهم صل على محمد عبدك ونيبك ورسولك النبي الأمي وتعقد واحدة“ قال السخاوي وحسنه العراقي، ومن قبله أبو عبد الله ابن النعمان ويحتاج إلى نظر، وعن سهل بن عبد الله قال: من قال في يوم الجمعة بعد العصر اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً.“ أخرجه ابن البشكوال انتهى، كلام السخاوي والحديث الأول ذكره السيوطي في الجامع الصغير برواية الأزدي في كتاب الضعفاء والدارقطني في الأفراد، وقال المناوي ٢٤٩/٤ قال الدار قطني: تفرد به حجاج بن سنان عن علي بن زيد ولم يروه عن حجاج إلا السكن بن أبي السكن، قال بن حجر في تخريج الأذكار والأربعة ضعفاء وأخرجه أبو نعيم من وجه آخر

ضعفہ ابن حجر انتہی۔

قلت: ذكره الذهبي في الميزان في ترجمة زكريا بن عبد الرحمن البرجمي، وقال لينه الأزدی وأشار بذكره في الميزان إلى نكارتة، وصرح به ابن حجر في اللسان فذكر الحديث المذكور في ترجمة حجاج بن سنان، وقال: وجدت له حديثاً منكراً. أخرجه الدارقطني في الأفراد من رواية عون بن عمار عن زكريا البرجمي عنه عن علي بن زيد عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة رفعه فذكر الحديث المذكور.

بندہ محمد یونس عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

”جزی اللہ عنا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم“ درود

شریف کی تحقیق

سوال:- ”جزی اللہ عنا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم بما هو أهله“ کا جو ثواب حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے فضائل درود شریف میں درج فرمایا اس کے لحاظ سے بعض ثقہ اہل علم کو اس حدیث کی صحت میں کلام ہے یہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: أخرجه الطبراني في الكبير والأوسط وأبو نعيم في الحلية وابن شاهين في الترغيب له وأبو الشيخ والخطيب في تاريخه ۳۳۸/۸ والخلعي في فوائده وابن بشكوال والرشيد العطار من طريق هانئ بن المتوكل عن معاوية بن صالح عن جعفر بن محمد عن عكرمة عن ابن

عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :
 ”من قال : جزى الله عنا محمداً صلى الله عليه وسلم ما هو أهله أتعب
 سبعين كاتباً ألف صباح“.

هذا اللفظ الطبراني والخطيب ولفظ غيرهما : سبعين ملكاً.
 قال الهيثمي ١٠/١٦٣ : هانئ بن المتوكل ضعيف، وأشار المنذري
 في ترغيبه ١/٣٠٤ - إلى أنه ضعيف فقال : روي عن ابن عباس، وهذا من
 عادته أنه يشير إلى ضعف الحديث بهذا اللفظ إذا كان في الإسناد راوٍ قيل
 فيه كذاب أو وضاع أو متهم أو مجمع على تركه أو ضعفه أو ذاهب
 الحديث أو هالك أو ساقط أو ليس بشيء أو ضعيف جداً أو ضعيف فقط
 ولم يجد فيه توثيقاً كما صرح به في أول ترغيبه.
 وأشار الذهبي إلى نكارتة فأورده في الميزان في ترجمة هانئ
 المذكور و تبعه ابن حجر في اللسان.

ولهانئ متابع أخرجه أبو القاسم التيمي في ترغيبه وعنه
 أبو القاسم بن عساكر و من طريقه أبو اليمان من طريق رشدين بن سعد
 عن معاوية بن صالح.

قال السخاوي في القول البديع ص : ٤٣ : وتابعهما أحمد بن حماد
 وغيرهم كلهم عن معاوية بن صالح والحديث مشهور به كما قال
 أبو اليمان قال : وكان على قضاء أندلس انتهى، قلت : وكلها ضعيفة.
 بنده محمد يونس عفى عنه

جمعہ کے دن سوبار درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ

سوز ورتیں پوری کرے گا

حدیث انس أخرجه البيهقي في حياة الأنبياء بسند ضعيف وكذا ابن بشكوال وأبو اليمن بن عساكر وهو عند التيمي في ترغيبه، والدلمي في مسند الفردوس له وأبي عمرو بن مندة في الأول من فوائده بلفظ: ”من صلى عليّ يوم الجمعة وليلة الجمعة مائة من الصلوة قضى الله له مائة حاجة سبعين من حوائج الآخرة وثلاثين من حوائج الدنيا، ووكل الله بذلك ملكاً يدخله على قبري كما تدخل عليكم الهدايا، إن علمي بعد موتي كعلمي في الحياة“ كذا في القول البديع (ص ۱۵۶) في الباب الرابع .

بندہ محمد یونس عفی عنہ

اس حدیث کی تحقیق کہ سونے سے قبل چار کام کر کے سویا کرو

سوال : آج کل حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سوتے وقت کی ایک ہدایت شائع کی جا رہی ہے اور دن بدن اس کی اشاعت میں ترقی ہو رہی ہے اور اچھے سے اچھے طرز پر شائع کیا جا رہا ہے آیا آپ سے منقول ہے یا نہیں یا یہ روایت کس حد تک صحیح ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت (۱) چار ہزار صدقہ کر کے (۲) ایک قرآن پڑھ کے (۳) جنت کی قیمت ادا کر کے (۴) دوڑنے والوں میں صلح کرا کے (۵) ایک حج کر کے، سویا کرو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا ہم میں یہ کام کون کر سکتا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

- (۱) چار مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنا چار ہزار صدقہ کرنے کے برابر ثواب ہے۔
 - (۲) تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنا ایک قرآن پڑھنے کے برابر ثواب ہے۔
 - (۳) تین مرتبہ درود شریف پڑھنا جنت کی قیمت ادا کرنے کے برابر ثواب ہے۔
 - (۴) دس مرتبہ استغفار پڑھنا دوڑنے والوں میں صلح کرنے کے برابر ثواب ہے۔
 - (۵) چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھنا ایک حج کرنے کے برابر ثواب ہے۔
- جواب:** مجھے معلوم نہیں یہاں بھی گزشتہ سال بہت اشاعت ہوئی مختصر طور پر تلاش بھی کی اور دوسرے ارباب علم سے استفسار بھی کیا لیکن کہیں پتہ نہ چلا اب اگر آپ تحقیق و جستجو فرما کر معلن کا پتہ لگالیں اور پھر ان سے تحقیق کر لیں تو ہمیں بھی فائدہ ہو جائے۔
- بندہ محمد یونس عفی عنہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے گیارہ نصیحتیں کرنے والی موضوع روایت

سوال: الہ آباد سے ایک ماہانہ رسالہ معرفت حق کے نام سے جاری ہے اس کا ایک پرانا شمارہ دسمبر ۶۹ء دیکھ رہا تھا۔ اس میں ایک مضمون نظر سے گذرا اس میں لکھا ہے کہ کتاب سراج الہدایہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراء کا نکاح حضرت علی سے کیا اور ان کو حضرت علی کے گھر رخصت فرمانے لگے تو اس رات ان کو گیارہ نصیحتیں فرمائیں امت کے لئے ان میں بہترین

سبق ہے فرمایا کہ بیٹی جب علی کے گھر میں داخل ہونا تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا، دوسرے یہ کہ مکان کے صحن میں جا کر لکڑی پر بیٹھنا اور سر پر بھنے ہوئے دھان (یعنی دھان کا لاوا) بکھیر لینا، تیسرے یہ کہ علی سے کہنا کہ تمہارے دونوں پاؤں دھو کر اس کا غسالہ مکان کے چاروں کونوں میں چھڑک دیں، پانچویں یہ کہ ہمیشہ سرمہ لگایا کرنا، چھٹے یہ کہ بغیر تیل لگائے سر اور بدن نہ دھونا اگرچہ دن میں دوبار یا زائد بار غسل کرنا پڑے اور جب علی تمہاری جانب دیکھیں تو تم اپنی نگاہ نیچی رکھنا، ساتویں یہ کہ غلام زر خرید کی طرح (شوہر کی) تابعدار اور فرمانبردار ہو کر رہنا، آٹھویں یہ کہ اپنے لئے خوشبو اور عطر کا استعمال برابر رکھنا، نویں یہ کہ جب علی کے ساتھ گفتگو کی نوبت آئے تو مسکرا دیا کرنا، دسویں یہ کہ ایک ہفتہ تک کوئی چیز سر کہ و ترشی نہ کھانا، گیارہویں یہ کہ ایک ہی جگہ سات رات دو دن نہ رہنا۔ انتہی۔

سند کے اعتبار سے اس حدیث کا کیا مقام ہے نیز یہ کہ کتاب سراج الہدایہ کس درجہ کی ہے۔

شریف احمد بریلوی
ضیاء العلوم ملیان (سنڈیلہ) ضلع ہردوئی

۹۸/۴/۱۷

جواب: سراج الہدایہ کے متعلق تحقیق نہیں ہے اور یہ روایت بے اصل ہے اس کا کچھ مضمون ایک روایت میں وارد ہے مگر ابن حبان نے اسے بے اصل اور موضوع قرار دیا ہے۔

محمد یونس عفی عنہ

شعبان ۹۸ھ

اس حدیث کی تحقیق کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں

تہجد کی چار رکعتوں کے برابر ہوتی ہیں

سوال: فضائل نماز میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ تہجد کی چار رکعتوں کا ایک جگہ پھر یہ لکھا ہے کہ ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں۔ یہ چار رکعات کونسی ہیں چاشت کی یا ظہر کی چار سنن قبلہ؟ غلام قادر حنفی لکھنؤ

جواب: ظہر سے پہلے جن چار رکعتوں کا ذکر ان دونوں حدیثوں میں وارد ہے، بظاہر ظہر کی سنن قبلہ کی رکعات اربعہ ہیں حافظ منذری محدث (۱۰۳/۱) اور حافظ نور الدین الہیثمی محدث (۲۲۱/۲) وغیرہما کی یہی رائے ہے: وهو رأى مجد الدين أبي البركات ابن تيمية. (نيل الأوطار ۱۶/۳) إذ ذكره كلهم في بيان سنة الظهر. والله أعلم۔

فائدہ: حدیث اول سنن سعید بن منصور اور معجم طبرانی میں ہے اور حدیث ثانی ترمذی کتاب التفسیر میں ہے۔ بندہ محمد یونس عفی عنہ

اس حدیث کی تحقیق کہ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں

فاقہ ان کی طرف تیزی سے آتا ہے

بخدمت شریف جناب حضرت استادنا صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ

اللہ وبرکاتہ

گزارش خدمت اقدس میں یہ ہے کہ ایک حدیث کے بارے میں پوچھنا ہے وہ حدیث یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں اس

کی طرف فاقہ (بھوک) زیادہ تیزی سے آتا ہے، اُومکا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ حدیث ہے یا نہیں اگر ہے تو مشکوٰۃ میں کہاں ہے اور کون سی کتاب میں ہے۔

عزیزم سلمہ

حدیث مذکور مشکوٰۃ ص: ۴۳۸ باب فضل الفقراء میں وارد ہے: عن عبد اللہ مغفل قال جاء رجل إلى النبي - صلى الله تعالى عليه وسلم - فقال: إني أحبك قال: أنظر ما تقول، فقال: والله إني لأحبك ثلاث مرات، قال إن كنت صادقاً فأعد للفقير تجففاً، للفقير أسرع إلى من يحبني من السيل إلى منتهاه. رواه الترمذي وقال: هذا حديث غريب انتهى. قلت ورواه أحمد والطبراني -

والسلام

بندہ محمد یونس عفی عنہ

مہاجرین کے تمام لوگوں سے چالیس یا ستر سال

پہلے جنت میں جانے والی روایت

سوال: جمع الفوائد (۲/۲۳۶) میں ایک حدیث ہے: مسلمہ بن مخلد

”سبق المهاجرون الناس بأربعين خريفاً يتنعمون فيها، والناس محبسون للحساب ثم تكون المائة الثانية مائة خريف للكبير“ فيه عبد الرحمن بن مالک السبائي انتھی۔ ثم تكون المائة الثانية الخ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بندہ کے خیال میں یہ لفظ محرف ہے جو دوسری کتب کی مراجعت سے

معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ اس کے بعد مجمع الزوائد للحافظ الہیثمی کی طرف مراجعت کی تو یہی ثابت ہوا ولفظہ (۱۵/۱۰) عن مسلمة بن مخلد: أن رسول الله ﷺ قال: "سبق المهاجرون الناس بسبعين خريفاً يتعمون فيها والناس محبسون للحساب ثم تكون الزمرة الثانية مائة خريف". رواه الطبراني وفيه عبد الرحمن بن مالك السبائي، ولم أعرفه هكذا وقع في مجمع الزوائد بسبعين خريفاً خلاف ما في جمع الفوائد بلفظ "بأربعين خريفاً" وما في جمع الفوائد هو الصواب فقد وقع كذلك في الجامع الصغير للسيوطي، والظاهر أن ما في نسخ مجمع الزوائد من سهو الكاتب، فإن جمع الفوائد مأخوذ من مجمع الزوائد وغيره من الصحاح الستة كما صرح به مؤلفه، وكذا نقل المناوي في فيض القدير (۹۳/۴) كلام الهيثمي في عبد الرحمن بن مالك السبائي، ولم يذكر الاختلاف في لفظ الأربعين والسبعين، وكذا لم يذكر العزيزي في السراج المنير، وكذا في الجامع الصغير بلفظ "ثم تكون الزمرة الثانية مائة خريف" قال المناوي في فيض القدير: الله أعلم بمراد رسول الله ﷺ في ذلك" انتهى. أي في معنى تلك الجملة وقال الجفيني في حاشية السراج المنير (۳۱۰/۲): "هذه الجملة لم يطلع المحدثون على معناها فالله أعلم بمراد رسوله بذلك" اهـ۔

بندہ کے ناقص خیال میں حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ حضرات مہاجرین تو عام لوگوں سے چالیس سال قبل جنت میں فروکش ہو چکے ہوں گے اور لوگ حساب کتاب میں مشغول ہوں گے اب مہاجرین کے بعد دوسری جماعت کا حساب کتاب سو سال کی مدت میں پورا ہوگا واللہ اعلم بمراد حبیبہ ﷺ۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

وضو سے صغائر معاف ہوتے ہیں یا کبائر؟

سوال: حضرت امام اعظم کی بابت آپ نے فضائل ذکر میں تحریر فرمایا ہے کہ بنظر کشف وضو کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جس کے وضو کے پانی سے زنا کیا ہوا گناہ دھل رہا تھا زنا گناہ کبیرہ ہے اور وضو میں صغائر معاف ہوتے ہیں۔

جواب: یہ بات ٹھیک ہے کہ وضو سے صغائر ہی معاف ہوتے ہیں مگر پھر بھی کوئی اشکال نہیں ہے اس لئے کہ بسا اوقات گناہ گار آدمی وضو کرتا ہے اور اپنے دل میں اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے کہ میں روسیہ بارگاہ خداوندی میں ملوث حاضر ہو رہا ہوں اور پشیمان ہو کر استغفار کرتا ہے اس وقت وضو کے پانی کے ساتھ گناہ دھل جاتا ہے، صغیرہ ہو یا کبیرہ اس لئے کہ توبہ محقق ہوگئی کیونکہ توبہ کی یہی حقیقت ہے کہ اپنے کئے پر نادم ہو اور آئندہ کے لئے عہد کرے کہ اب عود نہیں کرے گا تو بہت ممکن ہے کہ حضرت امام رحمہ اللہ نے ایسے شخص کے وضو کے پانی کو دیکھا ہو جس کو کیفیت مذکورہ پیش آئی ہو۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اثرِ شئی کے نکلنے سے لازم نہیں آتا کہ شئی بھی نکل جائے جیسے کسی کے کپڑے پر بہت سا پاخانہ لگ جائے اور اس پر قدرے پانی ڈال دیا جائے تو پاخانہ کے اثرات اس پانی میں آجائیں گے مگر یہ ضروری نہیں کہ سارا پاخانہ بھی زائل ہو جائے واللہ اعلم۔

محمد یونس غفرلہ

ایک دعاء کی تحقیق جس کے پڑھنے سے مرتے دم تک

ثواب ملتا رہے گا

قبلہ الحاج مولانا محمد یونس صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدمت عالیہ میں گزارش یہ ہے کہ میں ماہ فروری میں ایک چلہ کے لئے جماعت میں گیا تھا میرا پورا وقت گجرات میں پالن پور کے پاس علاقوں میں لگا، پالن پور کے گودھرا کے اجتماع سے ایک ہفتہ پہلے ایک جوڑ تھا ایک جوڑ میں شرکت کے لئے عرب کی بھی جماعت آئی تھی جناب مولوی احمد لاڈ صاحب اس کے امیر تھے اس جماعت میں تیونس کے رہنے والے ایک شخص محمد یونس تھے جو کہ پیرس میں انجینئر ہیں انہوں نے اپنے بیان کے دوران ایک دعا بتلائی: ”یا ربی لک الحمد کما ینبغی لجلال وجہک ولعظیم سلطانک“ اس کی فضیلت انہوں نے اس طرح بیان کی کہ اس کو ایک بار پڑھنے کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ فرشتے اس کو لکھتے لکھتے تھک جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم تو تھک گئے تو اللہ تعالیٰ ثواب لکھتے ہیں تو میں آپ سے اس کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حدیث اسی طرح ہے یا نہیں، اگر ہے تو کس کی حدیث ہے میں نے دارالعلوم میرٹھ کے صدر مدرس سے اس بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے آپ کے لیے بتایا کہ تم اس کی تصدیق سہارنپور سے کر لو ہمارے سامنے تو یہ حدیث آئی نہیں اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس کے بارے میں لکھیں عین نوازش ہوگی۔

نعیم الدین امیر الدین

جنرل مرچنٹ دہلی بازار میرٹھ سٹی

مکرم ومحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی آپ کا خط ملا پوری روایت کے الفاظ نقل کرتا ہوں آپ کسی عالم سے ترجمہ معلوم کر لیں۔ عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثہم أن عبداً من عباد اللہ، قال: یارب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجہک، ولعظیم سلطانک فعضلت بالملکین فلم یدریا کیف یکتبا! فصعدا إلی السماء، فقال: یا ربنا إن عبدک قد قال مقالة لا ندري کیف نکتبها، قال: اللہ وهو أعلم بما قال عبده ما ذا قال عبدي؟ قالوا یا رب إنه قد قال یارب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجہک وعظیم سلطانک، فقال اللہ لهما: اکتبا کما قال عبدي حتی یلقانی فأجزیه بها۔ رواه أحمد وابن ماجه واسناده متصل، ورواته ثقات إلا أنه لا یحضرني الآن فی صدقة بن بشیر مولى العمرین جرح ولا عدالة. عضلت بالملکین بتشدید الضاد المعجمة أي اشتد علیهما وعظمت واستغلق علیهما معناها کذا فی الترغیب (۲۸۵)۔

محمد یونس عفی عنہ

شام میں ابدال ہونے سے متعلق حدیث کی تحقیق

حضرت سیدی مصلحی و مرشدی شیخی المعظم صاحب لازالت عنایتکم علینا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بفضلہ تعالیٰ بخیر ہوں اور حضرت والا کی خیریت وعافیت کا خواستگار ہوں دیگر امر
اینکہ شریعت وطریقت نامی کتاب میں ابدال کے تعلق سے ایک حدیث نقل کی ہے ایک

صاحب نے اس کو صوفیہ کی موضوعات میں سے کہا ہے تو کہاں تک حدیث ذیل صحیح ہے اگر حوالہ بھی ذکر فرمادیں تو نوازش ہوگی آخر دعا کی درخواست ہے فقط۔

حدیث یہ ہے: عن شريح بن عبيد قال: ذكر أهل الشام عند علي وقيل: العنهم يا أمير المؤمنين، قال: لا إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: الأبدال يكوّنون بالشام وهم أربعون رجلاً كلما مات رجل أبدل الله مكانه رجلاً يسقى بهم الغيث وينتصر بهم على الأعداء ويصرف عن أهل الشام بهما العذاب. رواه أحمد، شريعت و طريقت ص: ۳۳۸ جابر حسين عزيز محترم السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

یہ روایت موضوع نہیں۔ قال السيوطي في الحاوي ص: ۲/۲۴۲ رجاله رجال الصحيح غير شريح بن عبيد وهو ثقة ولكن قال ابن عساكر: هذا منقطع بين شريح وعلي فإنه لم يلقه انتهى، وقال السخاوي في المقاصد الحسنة ص: ۹ رجاله من رواة الصحيح الا شريحا، وهو ثقة وقد سمع ممن هو أقدم من علي، ومع ذلك فقال الضياء المقدسي: إن رواية صفوان بن عبد الله عن علي رضي الله عنه من غير رفع لا تسبوا أهل الشام جما غفيرا، فإن فيها الأبدال قالها ثلثا أولى أخرجها عبد الرزاق ومن طريقه البيهقي في الدلائل، ورواه غيرهما بل أخرجها الحاكم في مستدرکه مما صححه من قول علي نحوه انتهى۔
اس کے بعد حدیث کی قوت کا قرینہ پیش کیا ہے کہ امام شافعی امام بخاری اور بہت سے علماء نے بعض صلحا کے بارے میں کہا ہے: کنا نعدہ من الأبدال ۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

۵ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ

چند غیر معروف احادیث کی تحقیق

حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہم کی خدمت میں ایک سوال آیا جس کا جواب لکھنے کو حضرت موصوف نے بندہ کو ارشاد فرمایا سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بزرگ محمد پتاہ تقریباً دو سو سال قبل لاہور سے آکر بسلسلہ تبلیغ کچھ میں مقیم ہوئے، نہایت باشرع تھے ان کے کتب خانہ کی باقی ماندہ کتابوں میں ایک کتاب میں تارک نماز اور شراب دکان کے بارے میں کچھ احادیث نقل کی گئی ہیں جو غیر معروف ہونے کے ساتھ مضمون کے اعتبار سے بھی غریب ہیں اگر یہ احادیث کتب حدیث میں آپ نے دیکھی ہوں تو تحریر فرمائیں وہ احادیث یہ ہیں۔

(۱) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”من سمع الأذان والإقامة ولم يحضر الجماعة فكأنما زنى مع أمه ألف مرات“.

(۲) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”من أعان تارک الصلوة متعمدا بذرة فكأنما زنى مع أمه ألف مرات“.

(۳) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”سیأتی زمان علی أمتی یا کل الدخان فی فم، ولس من أمتی ولس شفاعۃ له یوم القيامة“.

(۴) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من أكل البنج مرة فكأنما زنى مع أمه سبعین مرة.

الجواب: یہ احادیث باوجود کثرت تتبع و تلاش کے کہیں نظر سے نہیں گزریں حتیٰ کہ کتب موضوعہ لہا حدیث الموضوعۃ میں بھی ان کا پتہ نہیں چلتا ہے واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمد یونس ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

پھر بہت دنوں کے بعد مجموعہ فتاویٰ لمولانا عبدالحی دیکھنے کی نوبت آئی اس میں یہ عبارت ملی کل دخان حرام ومن أكل البنج لقمة فکأنما زنی بأمه حدیث استیانہ۔

جواب در کتب معتبرہ حدیث بنظر نرسیدہ و کسیکہ این را حدیث نوشته باشند مجرد نوشتن آن قابل اعتبار نیست اعتبار بر قول محدث معتبرست کہ حدیث را با سند بیان نماید و بعض وعاظ احادیث غیر معتبرہ را برائے تخویف و ترغیب ذکر می کنند و از حال آن احادیث مطلع نمی باشند انتہی ۲/۳۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

سر میں تیل لگانے سے قبل آنکھوں اور بھوؤں میں

تیل لگانے والی حدیث

س: علامہ عزیزی نے مناوی کے حوالہ سے ایک روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تیل لگاتے تو پہلے دونوں آنکھوں پر لگاتے یہ روایت کہاں ہے؟ یعنی من اخرجہ؟

محمد عبد اللہ دہلوی

جواب: أخرجه الشيرازي في الألقاب عن عائشة بإسناد ضعيف مرفوعاً ”كان إذا ادّهن صبّ في راحته اليسرى فبدأ بحاجبيه ثم عينيه ثم رأسه“ كذا في الجامع الصغير ومنتخب كنز العمال ۷۸/۳. برہامش مسند أحمد. بندہ محمد یونس عفی عنہ ۲۴/ربیع الثانی ۱۴۹۲ھ

ڈاڑھی میں تیل لگانے کی روایت

سوال: معظم و محترم جناب بھائی محمد یونس صاحب دام مجید ہم

بعد سلام مسنون گرامی نامہ ملا جوابات سے مستفید ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ جزاک اللہ فی الدارین۔ البتہ تیسرے سوال کے متعلق عرض ہے کہ میں نے جس حدیث کے متعلق دریافت کیا تھا آپ نے اس کے قریب ایک دوسری کا ذکر فرمادیا میرا سوال ایک دوسری حدیث کے متعلق ہے السراج المنیر میں مناوی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی میں تیل لگاتے تھے تو پہلے دونوں آنکھوں پر لگاتے تھے پھر ڈاڑھی پر لگاتے تھے۔ یہ روایت کہاں ہے؟

جواب: مکرم زید مجرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حدیث إذا ادهن آپ نے خود سوال میں ناقص نقل کی تھی جیسا کہ آپ کے سوال سابق کے الفاظ سے ظاہر ہے، اب اس وقت جو روایت آپ نے دریافت فرمائی ہے سر دست وہ مجھے نہیں ملی، ہاں ایک روایت ڈاڑھی میں تیل لگانے کی اور وارد ہے۔

فأخرج الطبراني في الأوسط عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا ادهن لحيته بدأ بالعنفة، وفيه الحكم بن عبد الله بن سعيد الأيلي ضعيف جداً قال أحمد: "أحاديثه كلها موضوعة" كذا ذكره الهيثمي ۱۷۰/۵۔ بندہ محمد یونس غفرلہ

جمعہ کے دن سرمہ لگانا حدیث پاک سے ثابت ہے یا نہیں؟

میرے علم میں کسی روایت میں جمعہ کے دن سرمہ لگانا ثابت نہیں ہے لیکن تلاش کی ضرورت ہے مجھے فرصت نہیں ہے۔ محمد یونس غفرلہ

ناخن کاٹنے کی کوئی ترتیب حدیث سے ثابت ہے یا نہیں

ناخن کاٹنے میں کوئی ترتیب حدیث میں نہیں آئی ہے امام نووی کی رائے ہے کہ دائیں ہاتھ کے شہادت کی انگلی سے شروع کرے اور ترتیب وار چھوٹی تک کاٹا جائے پھر انگوٹھے کا ناخن کاٹے اور بائیں ہاتھ میں چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے۔ محمد یونس عفی عنہ

”کنگھا کھڑے ہو کر کرنے سے مفلسی آتی ہے“ اس کی تحقیق

سوال: کنگھا کھڑے ہو کر کرنا چاہئے یا بیٹھ کر ایک امیر جماعت نے بتایا کہ کھڑے ہو کر کنگھا کرنے سے مفلسی آتی ہے ایک صاحب کہتے ہیں کھڑے ہو کر بیٹھ کر دونوں طرح کر سکتے ہیں۔ اشتیاق احمد

جواب:- کنگھا کرنا ہر طرح جائز ہے چاہے کھڑے ہو کر ہو یا بیٹھ کر یا لیٹ کر کسی معتبر روایت میں کوئی صورت ہمارے علم میں منقول نہیں ہے صرف ایک غیر معتبر روایت میں یہ آیا ہے کہ ”من امتشط قائما ركبہ الدین“۔ رواہ ابن عدی فی الکامل عن عائشہ مرفوعاً۔ یعنی اگر کوئی کھڑے ہو کر کنگھا کرتا ہے تو اس پر قرض کا بوجھ لد جاتا ہے لیکن یہ روایت قابل اعتماد نہیں ہے اس کی سند میں احمد بن عبد اللہ الہروی الجوباری اور وہب بن وہب ابوالختری ہیں اور دونوں کذاب دروغ گو ہیں اور موضوع (جعلی) روایتیں بنانے والے ہیں اسی لئے حافظ ابن الجوزی نے اس روایت کو موضوعات ۵۴/۳ میں داخل کیا ہے علامہ سیوطی نے اللآلی المصنوعة ۱/۲۶۸ اور اپنی دیگر تالیفات میں اور علامہ ابن عرّاقی نے تنزیہ الشریعہ ۲/۲۶۹ میں ان کی موافقت کی ہے۔ محمد یونس عفی عنہ ۱۳۹۸ھ

حضرت اسماء کے دردِ سر کے وقت ہاتھ سر پر رکھنے

اور ایک کلمہ کہنے والی روایت

سوال: ایک حدیث میں یہ ہے کہ حضرت اسماء کے سر میں اگر درد ہوتا تو سر پر ہاتھ رکھ کر فرماتی تھیں کہ یا اللہ مجھ سے کیا گناہ ہوا یہ میرے کسی رسالہ میں ہے مگر اس وقت مل نہیں رہا ہے اس کا حوالہ لکھیں؟

حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ

جواب: مخدومنا المحترم دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وہ حدیث درمنثور میں علامہ سیوطی نے لکھی ہے فرماتے ہیں (۱۰/۶) وأخرج ابن سعد عن ابن أبي مليكة أن أسماء بنت أبي بكر الصديق رضي الله عنهما كانت تصدع يدها على رأسها، وتقول بذنبي وما يغفره الله أكثر.

بندہ محمد یونس عفی عنہ

۱۷/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

اس حدیث کی تحقیق کہ حضرت آدم علیہ السلام نے

حضور پاک ﷺ کے وسیلہ سے دعاء مانگی تو توبہ قبول ہوگئی

ایک مسئلہ دریافت ہے کہ میں نے ایک جید عالم سے سنا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب یہ دعا کی کہ اے اللہ تو میری خطا کو اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ

ﷺ کے وسیلہ سے بخش دے دعا قبول ہوگئی اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ تم ان کا نام کیسے جانتے ہو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب میرے اندر روح پھونکی گئی تو لوح محفوظ میں لا إله إلا الله محمد رسول الله لکھا ہوا دیکھا میں نے تقریر میں اسے بیان کیا تو ایک اہل حدیث نے انکار کیا کہ یہ حدیث نہیں ہے اس کا حوالہ کہاں ہے؟

احقر محمد عبدالقیوم مظاہری لکھنؤ

آمدہ خط حضرت شیخ مدظلہ

جواب: حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

بندہ تو مراجعت کتب سے معذور ہے آپ کا خط اپنے مدرسہ کے موجودہ شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب کی خدمت میں بھیج رہا ہوں وہ جواب لکھ کر روانہ کریں گے۔
محمد زکریا

جواب حدیث مذکور علامہ سیوطی نے کفایۃ اللیب (۶/۱) میں لکھی ہے

فرماتے ہیں:

أخرج الحاكم (۶۱۵/۲) والبيهقي والطبراني في الصغير (۸۳/۲) وأبو نعيم وابن عساكر عن عمر بن الخطاب قال: قال رسول الله ﷺ لما اقترف آدم الخطيئة قال: يا رب بحق محمد! لما غفرت لي قال: وكيف عرفت محمدًا؟ قال: لأنك لما خلقتني بيدك ونفخت في من روحي رفعت رأسي، فرأيت على قوائم العرش مكتوبًا: "لا إله إلا الله محمد رسول الله" فعلمت أنك لم تضيف إلى اسمك إلا أحب الخلق إليك، قال "صدقت يا آدم لولا محمد ما خلقتك" انتهى۔

اس کے بعد یہ حدیث مجمع صغیر للطبرانی میں مع السند والممتن ملی: ولفظه

(ص: ۲۰۶) (۸۲/۲) حدثنا محمد بن داود بن أسلم الصدفي المصري ثنا أحمد بن سعيد المدني الفهري ثنا عبد الله بن إسماعيل المدني عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم عن أبيه عن جده عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لما أذنب آدم الذنب الذي أذنبه رفع رأسه إلى العرش، فقال: أسئلك بحق محمد إلا غفرت لي، فأوحى الله إليه، وما محمد ومن محمد؟ فقال: تبارك اسمك لما خلقتني رفعت رأسي إلى عرشك، فإذا فيه مكتوب لا إله إلا الله محمد رسول الله، فعلمت أنه ليس أحد أعظم عندك قدرا ممن جعلت اسمه مع اسمك فأوحى الله عز وجل إليه يا آدم إنه آخر النبيين من ذريتك، وإن أمته آخر الأمم من ذريتك، ولولا هـ يا آدم ما خلقتك قال الطبراني لا يروى إلا بهذا الاسناد وتفرد به أحمد بن سعيد انتهى. وقال القسطلاني في المواهب (۱/ ۶۲ شرح) رواه البيهقي في دلائله من حديث عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، وقال تفرد به عبد الرحمن ورواه الحاكم وصححه انتهى.

قلت: عبد الرحمن بن زيد بن أسلم ضعيف.

وقال الذهبي: إنه موضوع وعبد الرحمان بن زيد بن أسلم واه، وعبد الله بن مسلم لا أدري من ذا، وأخرجه الحاكم في المستدرک (۱۱۵/۲) من طريق محمد بن إسحاق بن راهويه، قال ثنا أبو الحارث عبد الله بن مسلم الفهري ثنا إسماعيل بن مسلمة أنبأنا عبد الرحمن بن زيد إلى آخره وعلم بذاك إنه وقع في إسناد الطبراني سقط وهو من الكاتب.

بندہ محمد یونس عفی عنہ

ماثور دعاء میں ”وبالاسماء الثمانية“ سے

کون سے اسماء مراد ہیں

مرشدی و مولائی حضرت المحترم دامت برکاتہم و مد فیوضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی نے مناجات مقبول میں دعاؤں کے سلسلے میں ایک دعاء ”وبالاسماء الثمانية المکتوبة علی قرن الشمس“ شامل کی ہے مگر ان آٹھ ناموں کا کہیں ذکر نہیں فرمایا کہ یہ کون کون نام ہیں بظاہر جو اللہ تعالیٰ کے ۱۹۹ اسماء حسنیٰ ہیں ان ہی میں سے یہ نام ہوں گے اگر جناب والا کو اس بارے میں تحقیق ہو تو مطلع فرمائیں کہ یہ آٹھ نام کون کون سے ہیں یا ان مقطعات میں سے ہیں جن کا علم پوشیدہ رکھا گیا ہے اور سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں۔

خادم حسام الدین غفرلہ دہلی

در خط حضرت شیخ مدظلہ

جواب:

المجدوم المکرم زادت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جملہ مذکورہ اسی طرح ملا علی قاری نے الحزب الاعظم حزب سادس کے اوائل میں بھی ذکر فرمایا مگر کسی مترجم وغیرہ نے بندہ کے علم میں اس کی نشاندہی نہیں کی ہے البتہ مناجات مقبول مطبوعہ اسرار کریمی پریس الہ آباد (ص ۷۲) کے حاشیہ پر مولانا سراج الحق مچھلی شہری ثم الہ آبادی نے لکھا ہے ”وہی - کما أظن - المتکلم الحي، العليم، القدير، المرید، الخالق، السميع، البصير“ واللہ اعلم اھ۔ بندہ محمد یونس عفی عنہ ۲۵ شوال ۱۳۹۲ھ

فضائل ذکر کی ایک حدیث پر نقد اور اس کا جواب حدیث ضعیف و موضوع کے متعلق ایک اہم ضابطہ

باسمہ سبحانہ

حضرت مولانا محمد میاں صاحب نے فضائل ذکر کی ایک حدیث پر کچھ نقد کیا
اس سلسلے میں لکھا گیا۔

حدیث: عبد اللہ بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ ﷺ: ”من قال لا إله إلا الله وحده لا شريك له أحداً صمداً لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفواً أحد، كتب الله له ألفي ألف حسنة“.

رواه الطبراني وفيه قائد أبو الوراق وهو متروك كذا في مجمع الزوائد (۸۵ / ۱۰) وقال المنذري في الترغيب (۲۷۸ / ۱) روى عن عبد الله بن أبي أوفى، فذكر الحديث وقال: رواه الطبراني.

حافظ منذری نے اس حدیث کو عام احادیث کے خلاف رُوی سے شروع فرمایا اور اس کے بعد اس کی سند پر کوئی حکم نہیں لگایا اس طریق کار کے لیے امام منذری نے مقدمہ ترغیب و ترہیب میں ایک ضابطہ لکھا ہے فرماتے ہیں (ص ۳):

”وإذا كان في الإسناد من قيل فيه كذاب أو وضاع أو متهم أو مجمع على تركه أو ضعفه أو ذاهب الحديث أو هالك أو ساقط أو ليس بشيء أو ضعيف جدا أو ضعيف فقط أو لم أرفيه توثقاً بحيث يتطرق إليه احتمال التحسين صدرته بلفظة روى ولا أذكر ذلك الراوي ولا ما قيل

فیه ألبتة فيكون للإسناد الضعيف دالتان تصديره بروى وإهمال الكلام عليه في آخره“۔ انتھی۔

ان کے اس ضابطہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث بھی ایسی ہے جو اس ضابطہ میں داخل ہے اس حدیث کے ضعیف ہونے میں تو کوئی کلام نہیں ہے اس لئے کہ قائد بن ابی عبد الرحمن الکوفی ابوالورقاء کا ضعف کلمہ اجماع ہے، ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ یہ حدیث قائد حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کرتا ہے حضرت حافظ عبدالرحمن بن ابی حاتم اپنے والد حافظ ابو حاتم سے نقل فرماتے ہیں:

”وأحاديثه عن ابن أبي أوفى بواطيل لا تكاد تری لها أصلاً كأنه لا يشبه حديث ابن أبي أوفى ولو أن رجلاً حلف أن عامة حديثه كذب لم يحنث“۔ انتھی۔
حافظ ابو حاتم کا یہ مقولہ حافظ جمال الدین المزی نے تہذیب الکمال میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں نقل فرمایا ہے لیکن حافظ شمس الدین الذہبی نے میزان الاعتدال میں اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں حافظ ابو احمد عبداللہ بن عدی سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ”ومع ضعفه يكتب حديثه“ اس عبارت سے کچھ معاملہ اہوں ہو جاتا ہے۔

ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ حافظ زکی الدین منذری کا مرتبہ نقد فی الحدیث معلوم ہے اور انہوں نے اس حدیث کو کتاب الترغیب میں ذکر کیا ہے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ قابل عمل ہے حافظ منذری مقدمہ ترغیب وترہیب میں رقمطراز ہیں:

”وأضربت عن ذكر ما قيل فيه من الأحاديث المتحققة الوضع“۔

اس سے پہلے لکھتے ہیں:

”من تقدم من العلماء أساغوا العمل في أنواع من الترغيب والترهيب“۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حدیث امام منذری کے نزدیک مقطوع الوضع نہیں ہے اور اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے اور جب ضعیف ہی ٹھہری تو عمل میں تو گنجائش ہے ہی۔

فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل کی گنجائش اتفاقی مسئلہ ہے

امام نووی کتاب التبیان فی آداب حملۃ القرآن (ص: ۸) میں فرماتے ہیں:
إعلم أن العلماء من أهل الحديث وغيرهم جوزوا العمل بالضعيف في فضائل الأعمال اهـ.

اور شرح مہذب (۱۲۲/۳) میں لکھتے ہیں: لكن الضعيف يعمل في فضائل الأعمال باتفاق العلماء اهـ.

وحكى السخاوي في شرح الألفية ص: ۱۲۰، نحو ذلك عن عبد الرحمن بن مهدي، وأحمد بن حنبل وابن معين، وابن المبارك، ومنع ابن العربي العمل بالضعيف مطلقاً.

عمل قلیل پر ثواب کثیر کا وعدہ علامات وضع میں سے ہے یا نہیں

ممکن ہے کہ معترض کو یہ شبہ ہو کہ عمل قلیل پر ثواب کثیر کا وعدہ علامات وضع میں سے ہے حافظ سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں (ص: ۱۱۴):

قال ابن الجوزي: وكل حديث رأيتُه يخالف العقول أو يناقض الأصول فاعلم أنه موضوع فلا يتكلف اعتباره أي لا تعتبر روايته ولا تنظر في جرحهم أو يكون مما يدفعه الحس والمشاهدة أو مبيناً لنص الكتاب أو السنة المتواترة أو الإجماع القطعي حيث لا يقبل شيء من ذلك

التأويل أو يتضمن الإفراط بالوعيد الشديد على الأمر اليسير أو بالوعد العظيم على الفعل اليسير، وهذا الأخير كثير موجود في حديث القصاص والطريقة انتهى.

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہاں پر ہے جہاں اس کے شواہد موجود نہ ہوں۔ نیز یہاں حدیث متفق علیہ :

”كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان حبيبتان إلى الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم“.

حدیث بالا کے لئے شاہد عظیم ہے کیونکہ اس حدیث میں صرف سبحان اللہ وبحمده سبحان اللہ العظیم. کو نقل فی المیزان ان کا سبب قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نقل فی المیزان ان حسنات کثیرہ کو مقتضی ہے۔

نیز حسنات میں بھی تو فرق ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ اعداد زیادہ ہوں، قیمت کم ہو، جیسے کسی کے پاس دس لاکھ کی ایک بلڈنگ ہو اور دوسرے کے پاس ایک لاکھ کے دس مکانات ہوں تو اول قیمتاً زائد عدداً کم اور ثانی اس کا عکس ہے مقصود حدیث پاک میں ترغیب دینا ہے باقی یہ شبہ کہ یہ تو ہم ہر جگہ کہہ سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ کسی مؤید اور شاہد کے بغیر یہ دعویٰ بلا دلیل اور ناقابل اعتبار ہوگا۔

ومن شواهد حدیث تمیم الداری عن رسول الله ﷺ أنه قال: ”من قال لا إله إلا الله وحده لا شريك له إلهاً واحداً صمداً لم يتخذ صاحبة ولا ولداً ولم يكن له كفواً أحد، عشر مرات كتب الله له أربعين ألف حسنة“.

رواه الترمذی (۱۹۰/۲) من طریق الخلیل بن مرة عن أزهر بن عبد

اللہ عن تمیم وقال: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه، والخليل بن مرة ليس بالقوي عند أصحاب الحديث، وقال محمد بن إسماعيل: هو منكر الحديث. انتهى.

حدیث مطروح کی حقیقت اور اس کا حکم

تنبیہ: بندہ کے نزدیک یہ حدیث از قبیل حدیث مطروح معلوم ہوتی ہے حدیث مطروح ضعیف سے کم درجہ اور موضوع سے اعلیٰ ہوتی ہے حافظ سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں (ص: ۱۱۵):

تتمہ: يقع في كلامهم المطروح. وهو غير الموضوع جزماً وقد أثبتته الذهبي نوعاً مستقلاً، وعرفه بأنه ما نزل عن الضعيف وارتفع عن الحديث الموضوع ومثل له لحديث عمرو بن شمر عن جابر الجعفي عن الحسن عن علي وبجوير عن الضحاک عن ابن عباس، قال شيخنا: ”وهو المتروك في التحقيق يعني الذي زاده في نخبته وتوضيحها وعرفه بالمتهم راويه بالكذب“. انتهى.

تعریف مذکور بعینہ اس حدیث پر صادق آتی ہے اس لئے کہ قائد اور جویر اور عمرو بن شمر سب متروکین میں سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمد یونس عفی عنہ

اس کے بعد حضرت شیخ مدظلہ نے خود جواب لکھوایا جو بعینہ درج ذیل ہے۔

جواب: از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

مکرم محترم مد فیوضکم بعد سلام مسنون

اسی وقت گرامی نامہ پہنچا اس ناکارہ کو ماہ مبارک میں ڈاک کا وقت نہیں ملتا اور اس وقت اعتکاف کی حالت میں کتابوں کی مراجعت بھی مشکل ہے جناب نے بہت اچھا کیا کہ تنبیہ فرمادی کہ علامہ ابن جوزی کے مسلک کے حضرات کی بھی ضرورت ہے تاکہ اعتدال قائم رہے۔

لیکن اس پر تعجب ہوا کہ اس واعظ کو تو آپ نے اتنی بات پر معاف فرمادیا کہ اس نے اس ناکارہ کی کتاب کا حوالہ آپ کو دکھلادیا لیکن اس ناکارہ کو آپ نے اس پر معاف نہ فرمایا کہ میں نے تو بہت اونچے شخص کا حوالہ ترغیب کا لکھ دیا تھا ترغیب معتمد کتابوں میں ہے فضائل میں اکابر کے یہاں اس پر اعتماد کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اسلاف سے فضائل کے بارے میں ضعیف روایتوں پر عمل متعارف ہے نیز قائد کے متعلق باوجود اس کے متروک ہونے کے ابن عدی کی رائے یہ ہے کہ ومع ضعفه یکتب حدیثہ، ابن عدی خود بھی متشددین میں سے ہیں۔

اس کے علاوہ خود اس روایت کے شواہد متعدد اس جگہ پر موجود ہیں اور جو ثواب اس حدیث میں لکھا ہے وہ بھی کچھ اتنا نہیں جبکہ ”سبحان اللہ والحمد للہ تملآن ما بین السماء والأرض“ وارد ہے تو یہ مقدار تو اس سے بہت درجہ کم ہے اگر غلطی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے مگر اب تک ذہن میں یہ ہے کہ ان الفاظ کے فضائل اس کثرت سے ہیں کہ شواہد سے تائید بہت زیادہ ہوتی رہتی ہے۔

فقط والسلام

۲۱ رمضان ۱۳۸۴ھ

اس روایت کی تحقیق کہ عمامہ کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کا ثواب سترگنا زیادہ ہوتا ہے عمامہ سے متعلق چند روایتوں اور احکام کی تحقیق

سوال: ایک ضروری امر دریافت طلب ہے یہاں ایک صاحب جو ہمارے مدرسہ کی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں امام صاحب کو بلا عمامہ نماز پڑھاتے دیکھ کر خفا ہو گئے اور فرمایا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ اس نماز جمعہ کا ثواب سترگنا زیادہ ملتا ہے جو عمامہ کے ساتھ پڑھی جائے بغیر عمامہ والی نماز جمعہ کے اعتبار سے، جامع مسجد کے امام صاحب مفتی ہیں دارالعلوم سے فراغت کے بعد فتویٰ کا نصاب بھی پورا کر چکے ہیں ان کا خیال ہے کہ سترگنا ثواب والی حدیث بے اصل ہے ایک دوسرے عالم جو بڑی صلاحیت والے حضرت شاہ صاحب کشمیری کے شاگرد اور مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی کے دوستوں میں ہیں ان کی رائے ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

ملا علی قاری نے مرقاۃ جلد ثانی مطبوعہ پاکستان/۲۵۰ میں ان روایات کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:

وروي الديلمي والقضاعي في مسند الفردوس عن علي كرم الله وجهه مرفوعاً ”العمائم تيجان العرب والاحتباء حيطانها وجلوس المؤمن في المسجد رباط“ وروي الديلمي عن ابن عباس بلفظ ”العمائم تيجان العرب فإذا وضعوا العمائم وضعوا عزهم“. وروي الباوردی عن ركانة بلفظ ”العمامة على القلنسوة فصل ما بيننا وبين المشركين يعطى يوم

القیامة بكل كوزة يدورها على رأسه نوراً“ وروی ابن عساكر عن ابن عمر مرفوعاً صلوة تطوع أو فريضة بعمامة تعدل خمسا وعشرين صلوة بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بلا عمامة.

اسی طرح مرقاة جلد ثانی/ ۲۳۹ میں ہے: وروی أنه عليه الصلوة والسلام قال: صلوة بعمامة أفضل من سبعين صلوة بغير عمامة. کذا نقله ابن حجر عن ابن الرفعة قال ابن الدبيع ”صلوة بخاتم تعدل سبعين بغير خاتم“ موضوع كما قال شيخنا عن شيخه وكذا ما أورده الديلمي من حديث ابن عمر مرفوعاً ”صلوة بعمامة تعدل خمسا وعشرين صلوة وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة“ ومن حديث أنس مرفوعاً ”الصلوة في العمامة بعشرة آلاف حسنة“ قال المنوفي: فذلك كله باطل نقله الخطابي. والله أعلم بالصواب. انتهى بلفظه وفي أصل الخطابي عن المنوفي تردد فان المنوفي متأخر.

امداد الفتاوی مطبوعہ تالیفات اولیاء دیوبند میں/ ۳۹۱ سے ۳۹۴ تک عمامہ کی بحث ہے امداد کی عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملا علی قاری نے جو روایت ذکر فرمائی ہیں ان سے ستر گنا ثواب ثابت ہوتا ہے اور یہ صحیح ہے اور ان ہی بہت سے اکابر علماء کو جو عمل بالسنة کے شائق ہیں بغیر عمامہ کے جمعہ اور دیگر نمازیں پڑھتے دیکھا ہے۔ آپ کے نزدیک فریقین میں سے کس کی بات رائج ہے از روئے جرح احادیث مذکورہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے مسند الفردوس محققین محدثین کے کس درجہ کی کتاب ہے علامہ عینی حافظ ابن حجر، قسطلانی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کے کلام میں عمامہ کی بحث ہو تو نشانہ ہی فرمائیں میرے پاس در مختار شامی زیلعی علی الکفر، طحاوی علی الدر میں عمامہ کا مستحبات صلوة میں ہونا نہیں ملا۔

(مولوی) ابوالبرکات (صاحب) مدرس جامع العلوم کانپور

جواب: تمہارے سوالات تجزیہ کے بعد چار امور پر مشتمل ہیں (۱) احادیث عمامہ کی تحقیق (۲) فریقین کی رائے میں موازنہ (۳) مسند الفردوس کا مقام (۴) بحث عمامہ کہاں ملے گی ان میں سے جن امور کا احقر کو علم ہے وہ عرض کرتا ہوں۔

(۱) حدیث علی ”العمائم تیجان العرب والاحتباء حیطانها وجلوس المؤمن فی المسجد رباط“ ذکرہ السيوطي في الجامع الصغير و عزاه للقصاعي في مسند الشهاب والديلمي في مسند الفردوس قال المناوي في فيض القدير، قال السخاوي: سنده ضعيف أي وذلك لأن فيه حنظلة السدوسي، قال الذهبي تركه القطان وضعفه النسائي، ورواه أيضاً أبو نعيم وعنه تلقاه الديلمي، فلو عزا المصنف للأصل لكان أولى انتهى.

قلت: قال السخاوي في المقاصد ۲۹۱، أخرجه الديلمي من جهة أبي نعيم ثم من جهة ابن عباس به مرفوعاً، وهو كذلك عند القصاعي من حديث علي مرفوعاً أيضاً لكن أخرجه البهقي عن الزهري من قوله ولفظه ”العمائم تیجان العرب والحبوة حیطان العرب والاضطجاع فی المساجد رباط المؤمنین“ وذكر أحاديث ستأتي، قلت:

ويمكن أن يكون الحديث قول علي رفعه بعض الرواة وهما قال ابن هشام في السيرة ۲۶۵: حدثني بعض أهل العلم أن علي بن أبي طالب قال: العمائم تیجان العرب وكانت سيماء الملكة عمائم بيضا قد أرخوها على ظهورهم إلا جبريل فإنه كانت عليه عمامة صفراء.

(۲) حديث ابن عباس ”العمائم تیجان العرب فإذا وضعوا العمائم وضعوا عزهم“ عزاه السخاوي في المقاصد ۲۹۱ والسيوطي في الجامع

الصغير للدیلمی ورمز له السیوطی بالضعف، وأشار السخاوی إلى وهائه، وقال المناوی فی فیض القدير ۳۹۲/۴: لفظ رواية الديلمي فيما وقفت عليه من نسخ قديمة مصححة بخط ابن حجر وغيره فاذا وضعوا العمام وضع الله عزهم“ وفيه عتاب بن حرب قال الذهبي قال الفلاس: ”ضعيف جداً و من ثم جزم السخاوی بضعف سنده“ ورواه عنه أيضاً ابن السني قال الزين العراقي: فيه عيب الله بن حميد ضعيف. انتهى. وهو أبو الخطاب قال البخاري: منكر الحديث ونقل ابن القطان الفاسي عن البخاري قال: من قلت فيه منكر الحديث لا تحل الرواية عنه.

(تنبیه) وقع في فيض القدير عبد الله بن حميد وهو من سهو الناسخ أو الطابع والصواب ما قدمته قال السخاوي وفي لفظ ”عنده“ أي الديلمي ”العمائم وقار المؤمن وعز العرب فاذا وضعت العرب عمائمها فقد خلعت عزها“ وقال المناوي في الفيض في شرح حديث ابن عباس ثم خرج أي الديلمي من طريق آخر ”العمائم وقار للمؤمنين وعز للعرب فاذا وضعت العرب عمائمها فقد خلعت عزتها“. انتهى.

ولم أقف على سنده ولكن أشار السخاوي إلى وهائه.

(۳) حديث ركانة مرفوعاً ”العمامة على القلنسوة فصل ما بيننا وبين المشركين يعطي يوم القيمة بكل كورة يدورها على رأسه نوراً“ عزاه السيوطي للباوردي ورمز بضعفه ولم أقف على سنده وظني أن الحديث غير ثابت.

(۴) حديث ابن عمر مرفوعاً ”صلوة تطوع أو فريضة بعمامة

تعدل خمساً وعشرين درجة بلا عمامة وجمعه بعمامة تعدل سبعين جمعة

بلا عمامة“ ذكره السيوطي في الجامع الصغير وعزاه لابن عساكر وأخرجه ابن النجار من طريق محمد بن مهدي المروزي أنبأنا أبو بشر بن سيار الرقي حدثنا العباس بن كثير الرقي عن يزيد بن أبي حبيب قال: قال لي مهدي بن ميمون دخلت على سالم بن عبد الله بن عمر وهو يعتم فقال يا أبا أيوب ألا أحدثك بحديث؟ قلت: بلى قال: دخلت على عبد الله بن عمر وهو يعتم فقال لي: يا أحب العمامة بني أعمت تبجل وتكرم وتوقر ولا يراك الشيطان إلا ولياً هارباً، إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ”صلوة بعمامة تعدل خمساً وعشرين صلوة بغير عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة بغير عمامة إن الملائكة يشهدون الجمعة معتمين ولا يزالون يصلون على أصحاب العمام حتى تغرب الشمس“ قال الحافظ ابن حجر في لسان الميزان ٢٤٤/٣: هذا حديث موضوع ولم أر للعباس بن كثير في الغرباء لابن يونس ولا في ذيله لابن الطحان ذكراً، وأما أبو بشر بن سيار فلم يذكره أبو أحمد الحاكم في الكنى، وما عرفت محمد بن مهدي المروزي ولا مهدي بن ميمون الراوي عن سالم، وليس هو البصري المخرج له في الصحيحين وذاك يكنى أبا يحيى ولا أدري ممن الآفة ونقله السيوطي في ذيل اللآلي (ص ١١٠) وأقره وتبعه ابن عراق في تنزيه الشريعة (١٢٤/٢) ثم ذكر السيوطي أنه أخرجه ابن عساكر في تاريخه من طريق عيسى بن يونس والديلمي من طريق سفيان ابن زياد المخرمي كلاهما عن العباس بن كثير به ثم ذهل السيوطي فأورده في الجامع الصغير من رواية ابن عساكر عن ابن عمر وتعقبه المناوي في شرحه ٢٢٥/٤ بأن ابن حجر قال: إنه موضوع ونقله

عنه السخاوي في المقاصد ٢٦٣ وارتضاه، وقال السخاوي في موضع آخر ٢٩١ لا يثبت ونقل الملا علي القاري في موضوعاته الكبرى ٤٥ عن العلامة علي بن محمد المالكي المنوفي المصري أنه قال: ”هذا حديث باطل“ وتعقبه القاري بأن السيوطي أورده في الجامع الصغير مع التزامه بأنه لا يذكر فيه الموضوع.

قلت: هذا تعقب بارد فكم للسيوطي من هذه المناقضات والأوهام!!

والله الموفق.

(۵) پر جو کچھ تم نے مرقاة سے نقل کیا ہے وہ ساری تفصیل ابن الدبیج نے تمییز الطیب میں ذکر فرمائی اور اس کے متعلق کسی بات کے ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں خود ملا علی قاری نے اخیر میں علامہ منوفی سے سب کا باطل ہونا نقل کیا ہے اسی طرح علامہ سخاوی نے المقاصد الحسنة میں ۲۶۳/ سب کو موضوع کہا ہے اور ابن الدبیج کی کتاب تمییز الطیب المقاصد ہی کا مختصر ہے تو یہ سارے ائمہ سخاوی، ابن الدبیج، منوفی ان روایتوں کو باطل کہتے ہیں۔ تجزیہ کے بعد یہ کلام جو تم نے نقل کیا ہے چار حدیثوں پر مشتمل ہے۔ ”أَوَّلُ صَلَوةٍ بِعِمَامَةٍ أَفْضَلُ عَنْ سَبْعِينَ صَلَوةٍ بِغَيْرِ عِمَامَةٍ“۔ یہ حدیث بایں الفاظ میرے علم میں نہیں ہے۔ اور نہ ہی سخاوی نے مقاصد میں اسے ذکر فرمایا ہے۔ اور دوسری حدیث ”صَلَوةٌ بِخَاتَمٍ تَعْدِلُ سَبْعِينَ بِغَيْرِ خَاتَمٍ“ قال الحافظ ابن حجر: ”موضوع“ ونقله السخاوي ٢٦٣ وارتضاه وتبعهما المنوفي وعلي القاري في موضوعاته ٤٥، ابن عمر کی تیسری حدیث جو نمبر چار پر ابھی گزری ہے اور چوتھی حضرت انس کی حدیث ہے ”الصلوة في العمامة تعدل عشرة آلاف حسنة“ حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ موضوع اور علامہ منوفی کہتے ہیں کہ باطل ہے:

وتبعهما علي القاري في موضوعاته.

(۶) حدیث جابر: ”رکعتان بعمامة أفضل من سبعين بغيرها“ عزاه السخاوي في المقاصد ۲۹۱ والسيوطي في الجامع الصغير إلى الديلمي في مسند الفردوس، قال المناوي في فيض القدير ۳۷/۴، ورواه عنه أي عن جابر أيضاً أبو نعيم وعنه تلقاه الديلمي فلو عزاه إلى الأصل لكان أولى ثم إن فيه طارق بن عبد الرحمن أورده الذهبي في الضعفاء، وقال: قال النسائي ليس بقوي عن محمد بن عجلان ذكره البخاري في الضعفاء وقال الحاكم سيء الحفظ: ومن ثم قال السخاوي: ”هذا الحديث“ لا يثبت انتهى. وأشار السخاوي إلى وهائه ونقل بعض المحققين وهو العلامة ناصر الدين الألباني عن الحافظ ابن رجب أنه نقل في شرح الترمذي سئل أبو عبد الله يعني الإمام أحمد بن حنبل عن شيخ نصيب يقال له محمد بن نعيم قيل له: روي شيئاً عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم ”صلوة بعمامة أفضل من سبعين صلوة بغير عمامة“ فقال: هذا كذاب، هذا باطل. انتهى.

علامہ سخاوی نے مذکورہ بالا طرق اور اس کے علاوہ مزید ذکر فرمانے کے بعد لکھا ہے وبعضہ اوهی من بعض اھل حق کا خیال بھی یہی ہے اگر صلوة بالعمامة کی اتنی فضیلت واہمیت تھی تو جس طرح صلوة جماعت صف اول وغیرہ دیگر امور کے فضائل صحابہ سے اسانید صحیحہ سے نقل کئے گئے ہیں یہ امور بھی اسی طرح نقل ہوتے ایک اور روایت اس مسئلے میں نقل کی جاتی ہے اس کو نقل کر کے اس کی حقیقت بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

أخرج الطبراني عن أبي الدرداء قال: ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله و ملائكتہ يصلون على أصحاب العمام يوم الجمعة“ قال

الہیثمی ۱/۱۷۶: فیہ آیوب بن مدرک قال ابن معین، إنه کذاب اھ۔
ویسے بعض روایات سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی نماز عمامہ پہن کر حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے:

فأخرج مسلم ۴۴۰/۱ عن عمرو بن حرث قال: ”کأني أنظر إلى
رسول الله صلى الله عليه وسلم سوداء قد أرخت طرفيها بين كتفيه“ وأخرجه
أبو داود ۵/۵ والنسائي ۲۹۹ والترمذي في شمائل وابن ماجه ۲۰۸
۷۹، ۲۶۴ وترجم عليه ابن ماجه ۷۹ ”باب ماجاء في الخطبة يوم الجمعة“ اور
جب خطبہ عمامہ سوداء کے ساتھ دیا گیا تو ظاہر ہے کہ نماز بھی اسی طرح پڑھی گئی۔

(۲) دوسری بات تم نے جو پوچھی ہے اگر اس سے مراد فضیلت عمامہ کی
روایات میں جو آپ کے یہاں اختلاف ہوا ہے اس میں سے ایک کی رائے کی ترجیح
مقصود ہے تو یہ بات تو ماقبل کی تفصیلات سے معلوم ہوگئی احقر کی رائے میں یہ سب
روایات ضعیف بلکہ واہی ہیں۔ حدیث (۳) و (۶) کو تو ائمہ فن نے باطل قرار دیا ہے اور
باقی روایت اس درجہ کی نہیں ہیں کہ ان کے مل جانے سے قوت پیدا ہو جائے اور اگر تمہاری
مراد اپنی اکابر کے عمل میں محاکمہ ہے تو عزیز من یہ میرا کام نہیں ہے احقر تو ان حضرات کا
خوشہ چین ہے ہاں میں اپنے ذوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ چونکہ صلوٰۃ فی عمامہ کی فضیلت کی
روایات واہی ہیں اس لئے اس کو کوئی فضیلت کا کام سمجھ کر کرنا تو بہت مشکل ہے اور اگر اس
نیت سے عمامہ باندھا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد مواقع پر عمامہ کا
باندھنا ثابت ہے اور آپ نے عمامہ پہن کر خطبہ دیا ہے اور یہ آپ کا لباس ہے تو یہ ایک
امر مستحسن ہوگا اور قرب کا سبب بنے گا۔

مسند الفردوس کا محدثین کے نزدیک کیا مقام ہے

(۳) تیسری بات تم نے یہ پوچھی ہے کہ مسند الفردوس کا محدثین کے یہاں کیا مقام ہے اس کا جو مقام احقر کے خیال میں ہے وہ یہ ہے کہ اس کی سب روایتوں کو باطل و موضوع نہیں کہہ سکتے ہیں ہمارے حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے رسالہ فیما یجب حفظہ للنظار میں طبقة رابعة میں شمار فرمایا ہے جس کی تمام روایات پر ضعف کا حکم لگایا جائے گا اور حضرت اقدس شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجتہ اللہ البالغہ میں بھی طبقہ رابعہ میں لیا ہے اور فرماتے ہیں کہ أصلح هذه الطبقة ما كان ضعيفاً محتملاً وأسوأها ما كان موضوعاً مقلوباً شديد النكارة وهذه الطبقة مادة كتاب الموضوعات لابن الجوزي.

(۵) اس کے متعلق نہ تو پہلے سے اہتمام کیا اور نہ اس وقت کوئی خاص مقام مختصر ہے شامل ترمذی کی شرح جمع الوسائل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کے تذکرہ میں کچھ مل جائے گا اسی طرح فتح الباری عمدة القاری ۲۳۲/ قسطلانی ۲۶۸/ کتاب اللباس میں باب العمامہ کے ذیل میں دیکھ لو ان کتابوں میں نفس عمامہ سے متعلق روایات ہیں عمامہ پہن کر نماز پڑھنے کی کوئی روایت نہیں ہے اسی طرح قسطلانی کی المواہب اللدنیہ میں صرف ایک روایت ہے جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کما تقدم اور زرقانی نے اس کی شرح میں ۵/۴ تا ۱۲ متعدد روایات ذکر فرمائی ہیں۔ حضرت شیخ کی تالیفات میں خصائل نبوی میں مختصر کلام عمامہ کے متعلق ہے اور اوجز المسالک میں یہ بحث کہیں نہیں دیکھی۔ واللہ اعلم

بندہ محمد یونس عفی عنہ ۶/ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ

کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا

عصا لے کر آگے آگے چلتے تھے

کسی روایت میں یہ نہیں ملا کہ حضرت بلال عصا لے کر عید کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے تھے ہاں نیزہ کا تذکرہ ضرور وارد ہے، اتنا تو صحیحین میں ابن عمر کی روایت میں ہے کہ عید میں آپ کے سامنے نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا ولفظه ”إن رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خرج يوم العيد، أمر بالحربة فتوضع بين يديه فيصلي إليها، والناس وراءه، وكان يفعل ذلك في السفر، فمن ثم اتخذها الأمراء، قال الحافظ: وقد روي عمر بن شبة في أخبار المدينة من حديث سعد القرظ أن النجاشي أهدى إلى النبي صلى الله عليه وسلم حربة فأمسكها لنفسه، فهي التي يمشي بها مع الإمام يوم العيد. انتهى.

وأخرج الطبراني في الكبير من حديث سعد القرظ أن النجاشي بعث إلى النبي صلى الله عليه وسلم بثلاث عنرات فأمسكها النبي صلى الله عليه وسلم واحدة لنفسه وأعطى علياً واحدة وعمر واحدة، وكان بلال يمشي بها بين يديه في العيدين فيصلي إليها، قال الهيثمي: ٥٨/٢ في إسناده من لم يسم - کسی روایت سے یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اس پر کوئی جھنڈا لگا ہوا تھا بظاہر جھنڈا وغیرہ کچھ نہیں تھا اور نہ ہی اس پر کچھ لکھا ہوا تھا والعلم عند الله سبحانه وتعالى -
بندہ محمد یونس عفی عنہ

جمعہ کے دن خطبہ سے قبل منبر پر بیٹھ کر وعظ کہنے والی روایت

مندرجہ ذیل روایت صحیح ہے یا غلط روایت مستدرک حاکم کی ہے جو میرے پاس نہیں ہے اس میں اور دیگر کتب حدیث میں غور فرما کر مع صفحہ و جلد تحریر فرمائیں۔
روایت یہ ہے:

أخبرنا سلمان الفقيه ثنا إسماعيل بن إسحاق القاضي ثنا أحمد بن يونس ثنا عاصم بن محمد بن زيد عن أبيه قال: كان أبو هريرة يوم الجمعة إلى جانب المنبر يقول قال أبو القاسم عليه السلام قال الصادق المصدوق عليه السلام، ثم يقول في بعض ذلك: "ويل للعرب من شر قد اقترب فاذا سمع حركة باب المقصورة بخروج الإمام جلس". هذا حديث صحيح ولم يخرجاه قال الحاكم: إنما الغرض فيه استحباب رواية الحديث عند المنبر قبل خروج الإمام.

یہ بھی تحقیق طلب ہے کہ ابو ہریرہ کس خلیفہ کے زمانے میں منبر کے پاس روایت فرماتے تھے شاید حضرت عثمان کا زمانہ ہو۔
مولانا ذاکر حسن بنگلور
جواب: یہ روایت مستدرک حاکم کی ہے اس کے الفاظ مع الاسناد و المتن حسب ذیل ہیں۔

أخبرنا أحمد بن محمد بن سلمان الفقيه ثنا إسماعيل بن إسحاق القاضي ثنا أحمد بن يونس ثنا عاصم بن محمد بن زيد عن أبيه قال: كان أبو هريرة يقوم يوم الجمعة إلى جانب المنبر فيطرح أعقاب نعليه في ذراعيه ثم يقبض على رمانة المنبر يقول: قال أبو القاسم عليه السلام قال محمد عليه السلام قال رسول

اللہ ﷻ قال الصادق المصدوق ﷺ، ثم يقول في بعض ذلك ”ويل للعرب من شر قد اقترب فاذا سمع حركة باب المقصورة بخروج الإمام جلس“.

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه هكذا، وليس الغرض في تصحيح حديث ”ويل للعرب من شر قد اقترب، فقد أخرجاه وإنما الغرض فيه استحباب رواية الحديث على المنبر قبل خروج الإمام. انتهى“.

قال الذهبي فيه انقطاع قوله: ”على المنبر“ كذا في نسخة المستدرک المطبوعة والظاهر عند المنبر كما في السؤال وإن ثبتت كلمة، ”على“ فيوجه بأنه إذا جاز بيان الحديث عند المنبر جاز على المنبر أيضا إذ لا مانع منه .

یہ تحقیق نہیں کہ کس خلیفہ کے زمانے کا واقعہ ہے بظاہر حضرت عثمان کے زمانے کی بات ہوگی جیسا کہ آپ نے خود ہی احتمال لکھا ہے۔

محمد یونس غفرلہ
۱۱/ ذالحجہ ۱۴۲۰ھ

مسجد میں پنکھا جھلنے والی روایت

سوال: حضرت مخدوم ومطاع السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے حضرت والا کی آپ بیتی کے حصہ چہارم میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں یہ پڑھا کہ حضرت بلال نے جماعت کو پنکھا جھلا اور پیر دا بنے کے سلسلہ میں بھی ایک کا آپ ذکر فرما رہے ہیں ان کے حوالوں کی ضرورت ہے۔

جواب: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا صبح کی نماز میں صحابہ کو پٹکھا کرنا تو بندہ کو نہیں ملا البتہ صحابہ کا مسجد میں خود پٹکھا کرنا ایک روایت میں منقول ہے اور چونکہ حضرات صحابہ میں غایت درجہ ایثار تھا اس لیے اگر خود کرتے ہوں گے تو اپنے دوسرے ساتھیوں کو تو ضرور کرتے ہوں گے:

قال ابن عدي في الكامل (٤/٢): حدثنا علي بن محمد بن سليمان الحلبي ثنا محمد بن يزيد المستملي ثنا شعبة عن أيوب بن سيار عن ابن المنكدر عن جابر عن أبي بكر عن بلال رضي الله عنهم قال: أذنت في غداة باردة فخرج النبي ﷺ فلم ير أحدا في المسجد فقال: أين الناس، قلت: منعهم البرد، قال: ”اللهم أذهب عنهم البرد فرأيتهم يتروحون“ وأخرجه الطبراني من طريق أيوب بن سيار، قال الهيثمي (٤١/٢): ”أيوب متروك“.

وأخرجه البيهقي في الدلائل ٢٢٤/٦ عن أبي سعد الماليني عن ابن عدي.

قلت: أيوب بن سيار ضعيف واه. قال ابن معين: ليس بشيء، وسئل عنه ابن المديني فقال: ذاك عندنا غير ثقة لا يكتب حديثه، وقال السعدي، غير ثقة، وقال النسائي: متروك وقال عمرو بن علي أحاديثه منكورة منكر الحديث جدا، وقال النسائي: ليس بثقة ولا يكتب حديثه، وكان من الكذابين وقال ابن عدي: ليست أحاديثه: بالمنكرة جدا إلا أن الضعف بين علي رواياته، وقال أبو حاتم ضعيف الحديث وقال ابن حبان كان يقلب الأسانيد ويرفع المراسيل، وقال الذهبي في الميزان (٣٤/١):

فیه المستملی و لیس بثقة اهـ.

قلت: لم ینفرد به المستملی فقد تابعه عبد الله بن محمد بن زکریا عن سعید بن یحیی عن ایوب بن سيار عند أبي نعيم في دلائل النبوة (ص ۱۶۶ جلد ۴۶۴) قال: حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر قال ثنا عبد الله بن محمد بن زکریا قال: ثنا سعید بن یحیی قال: ثنا ایوب بن سيار عن محمد بن المنکدر عن جابر عن بلال قال: أذنت الصبح في ليلة باردة فلم يأت أحد ثم أذنت فلم يأت أحد، فقال النبي ﷺ: ما شأنهم يا بلال! قال: قلت كبدهم البرد - بأبي أنت وأمي - فقال: "اللهم اكسر عنهم البرد" قال بلال: "فلقد رأيتهم يتروحون في السبحة أو الصبح" يعني بالسبحة صلاة الضحى.

وهكذا في النسخة المطبوعة من الدلائل ليس فيه ذكر أبي بكر بين جابر، وبلال لكن نقله السيوطي في الخصائص الكبرى (۷۳/۲) بذكر أبي بكر، وعزاه إلى ابن عدي وأبي نعيم والبيهقي، وقال الحافظ في اللسان بعد نقل قول الذهبي المتقدم: "ولم ينفرد به المستملی فقد تابعه داود بن مهران عن أيوب وعنه العقيلي إلا أنه لم يذكر أبا بكر في الإسناد" كذا في نسخة ثم رأيت في نسخة معتمدة مذكور فيه، ثم قال العقيلي: ليس لهذا الحديث أصل ولا يتابع عليه وليس بمحفوظ لا سنده ولا متنه انتهى".

بندہ محمد یونس عفی عنہ

حضرت ابو طلحہ کا مہمانوں کو کھانا کھلانے اور بیوی بچوں کو بھوکا سلانے والی روایت

سوال: محترم المقام مولانا بھائی محمد یونس صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہو، مجھے مشکوٰۃ المصابیح میں ایک روایت کی تلاش ہے بہشتی زیور میں ایک جگہ ایک حدیث کی تشریح میں لمعات کا حوالہ ہے اس سے امید ہے کہ وہ حدیث مشکوٰۃ میں ضرور ہے مگر ملی نہیں، اس لیے براہ کرم اس کی نشاندہی فرمائیے حدیث ہے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے مہمانوں کا واقعہ جس میں یہ ہے کہ ان کی بیوی نے بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دیا، اور مہمانوں کو کھانا کھلایا۔

باسمہ سبحانہ

جواب:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی زادت مکارمکم

کل آپ کا کارڈ ملا تھا۔ اس وقت تو روایت ذہن میں نہ آئی، مولوی راشد سلمہ سے کہلوا دیا تھا کہ روایت نہیں ملی، آج پھر اٹھایا تو بفضل اللہ مل گئی، حضرت ابو طلحہ کا قصہ مشکوٰۃ شریف جامع المناقب کی فصل ثالث میں ہے ص: ۵۸۰، صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ بخاری و مسلم نقل فرمایا ہے لیکن الفاظ مسلم کے نقل فرمائے ہیں۔ ابو طلحہ کے نام کی تخصیص مسلم شریف ہی میں ہے۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

عذاب والی اجڑی ہوئی بستی سے گذرتے ہوئے آپ کا فرمانا ”یہاں سے فوراً چلو“ حدیث کی تحقیق

سوال: امم ماضیہ معذبہ میں سے کسی امت کی اجڑی ہوئی بستی کی طرف رسول اکرم ﷺ کا گذر ہوا تو وہاں شاید سخت ہوا یا کوئی اور سخت اثر عذاب پایا گیا اس پر آپ نے فرمایا کہ یہاں سے فوراً چلو حوالہ سے مطلع فرمائیں؟

جواب: امم ماضیہ کا قصہ بخاری شریف (ص: ۴۷۹) میں ہے مگر اس کے الفاظ آپ کے نقل کردہ الفاظ سے کچھ الگ سے ہیں لیکن ظن غالب یہ ہے کہ یہی روایت آپ کی مقصود ہے: وہی ہذہ: عن ابن عمر أن النبی ﷺ لما مر بالحجر قال: لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا أنفسهم إلا أن تكونوا باكين أن يصيبكم مثل ما أصابهم: ثم تقنع بردائه، وهو على الرحل.

وأخرج بزار من طريق عبد الله بن قدامة بن صخر عن أبي ذر أنهم كانوا مع رسول الله ﷺ في غزوة تبوك فأتوا على وادٍ فقال لهم النبي ﷺ: ”إنكم بواد ملعون فاسرعوا“ فركب فرسه، فدفع ودفع الناس ثم قال: ”من اعتجن عجينه، أو من كان طبخ قدراً فليكبها“ ثم سرنا ثم قال: يا أيها الناس إنه ليس اليوم نفس منفوسة يأتي عليها مائة سنة فيعبأ الله بها. قال البزار: ”لا أعلمه إلا بهذا الإسناد“ وقال الهيثمي (۱۹۴/۶): ”عبد الله بن قدامة بن صخر لم أعرفه وبقيّة رجاله وثقوا“.

بندہ محمد یونس عفی عنہ

بنی اسرائیل کی ایک عورت کے بلی باندھنے الٰخ والی روایت کی تحقیق

سوال: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ایک قصہ مذکور ہے کہ ایک عورت نے ایک بلی باندھ رکھی تھی اور اس کو کچھ کھانے پینے کو نہ دیتی تھی بلی اسی حالت میں بھوک سے مر گئی اور اس عورت کو اس پر عذاب ہوا، حضرت ابو ہریرہؓ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے ملنے گئے انہوں نے کہا تم ہی ہو جو ایک بلی کے بدلے میں ایک عورت کے عذاب کی روایت بیان کرتے ہو؟ ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ سنا ہے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ خدا کی نظر میں ایک مومن کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ ایک بلی کے لیے اس پر عذاب کرے وہ عورت اس گناہ کے علاوہ کافرہ بھی تھی اے ابو ہریرہؓ جب آنحضرت سے کوئی روایت کرو تو دیکھ لو کہ کیا کہتے ہو؟ (ابوداؤد طیالسی، مسند عائشہ)۔

روایت مذکورہ کا کیا درجہ ہے حوالہ صحیح ہے یا نہیں اس بارے میں تحقیقی امر سے مستفید ہونے کا موقع دیں۔

مفتی محمود رنگون

جواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم و محترم زید شرفکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صحیح البخاری (ص: ۴۶۷) و مسلم (ص: ۲۳۶) میں حضرت ابن عمر سے یہ روایت مروی ہے و لفظہ عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: ”دخلت امرأة النار في هرة ربطتها فلم تطعمها ولم تدعها تأكل من خشائش الأرض“۔

اسی طرح یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے مسلم (۲/۲۳۶-۳۲۹) اور صحیح بخاری (ص: ۳۱۸) میں حضرت اسماءؓ سے اور حضرت جابرؓ سے صحیح مسلم (ص: ۲۹۷) میں مذکور ہے اور اس میں تصریح ہے ”عرضت علی النار فرأیت فیہا امرأة من بنی اسرائیل تعذب فی ہرة“۔

وفي المسند لأحمد (۳/۳۷۴) من حدیث جابر ”فرأیت فیہا امرأة حمیریة سوداء طويلة تعذب فی ہرة لها ربطتها“ وكذا فی حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص عند أحمد (۲/۱۸۸) فی المسند أيضاً۔ ان طرق سے اس عورت کا بنی اسرائیل سے ہونا صاف معلوم ہو گیا اور امام بخاری کی وسعت نظر کا بھی اس سے اندازہ ہو گیا کہ اس حدیث کو بروایت ابن عمر باب ذکر بنی اسرائیل میں ذکر فرمایا، نیز مسند احمد کی روایت سے اس عورت کا حمیریہ ہونا بھی متعین ہو گیا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں: فی هذا الحدیث المؤاخدة بالصغائر، قال: وليس فیہ ”إنہا عذبت علیہا بالنار“ قال: ويحتمل لأنها كانت كافرة فزید فی عذابہا، بذلك، قال النووي (۱/۲۹۷): هذا كلامہ أی القاضي عیاض وليس بصواب بل الصواب المصرح به فی الحدیث إنها عذبت بسبب الهرة وهو كبيرة لأنها ربطتها، وأصرت علی ذلك حتی ماتت، والإصرار علی الصغيرة يجعلها كبيرة كما هو مقرر وليس فی الحدیث ما يقتضی كفر المرأة۔ انتهى۔
ایک دوسری جگہ قاضی عیاض لکھتے ہیں:

قوله: ”عذبت امرأة فی ہرة“ أی بسبب الهرة وهذا التعذيب يحتمل أن يكون بالنار ويحتمل أن يكون بالحساب علی ذلك وقد جاء فی حدیث العصفور۔ أنه يحاج قاتله عند الله تعالى يقول: یا رب لم

قتلنی؟ لا هو ذبحنی فأکلنی ولا هو ترکنی أعیش، أو تكون هذه المرأة كافرة فعذبت بكفرها وزید علیها العذاب بسوء فعلها، إذ لو كانت مسلمة كفرت صغائرہا باجتتاب الكبائر، كذا نقله الأبي (۶/۵۶) وتعقبه النووي وقال الصواب أنها كانت مسلمة وأنها دخلت النار بسببها كما هو ظاهر الحديث وهذه المعصية ليست صغيرة بل صارت بإصرارها كبيرة وليس في الحديث أنها تخلد في النار. انتهى۔

نیز قاضی عیاض کا یہ فرمانا کہ عذاب سے مراد حساب ہو سکتا ہے بعید ہے اس لئے کہ خود حدیث میں ”عذبت في النار“ اور ”رأيت في النار“ وغیرہ کی تصریح موجود ہے لیکن قاضی عیاض نے جو یہ احتمال پیدا فرمایا کہ شاید وہ عورت کافرہ ہو ابوداؤد طیالسی والی حدیث اس کی تائید کرتی ہے اور طیالسی کی پوری حدیث مع السندیہ ہے قال الطيالسي (ص: ۱۹۹):

حدثنا صالح بن رستم أبو عامر الخراز، قال حدثنا سيار أبو الحكم عن الشعبي عن علقمة، قال: كنا عند عائشة فدخل عليها أبو هريرة، فقالت: يا أبا هريرة أنت الذي تحدث أن المرأة عذبت في هرة ربطتها فلم تطعمها، ولم تسقها، فقال أبو هريرة سمعته منه يعني النبي ﷺ فقالت: تدري ما كانت المرأة؟ قال: لا، قالت: إن المرأة مع ما فعلت كانت كافرة، إن المؤمن أكرم على الله من أن يعذبه في هرة، فإذا حدث عن رسول الله ﷺ فانظر كيف تحدث“ وأخرجه أحمد في مسنده (۵۱۹/۲) عن الطيالسي ورجاله ثقات إلا شيخ أبي داؤد الطيالسي أبو عامر الخراز صالح ابن رستم فوثقه أبو داؤد وغيره، وضعفه ابن معين وابن المديني، وأبو حاتم، لكن قال ابن عدي: لم أره حديثاً منكراً، قال الذهبي

فی المیزان حدیثہ لعلہ یبلغ خمسین حدیثاً، وهو كما قال أحمد بن حنبل: صالح الحديث. انتهى. (ص: ۳۵۸ جدیدہ)
وقال الحافظ في التقریب: صدوق كثير الخطأ، وذكر الحافظ ابن حجر في فتح الباري (۲۵۵/۶): أن هذا الحديث أخرجه البيهقي في البعث والنشور وأبو نعيم في تاريخ أصبهان.
حافظ ابن حجر نے بھی اس روایت کی بنا پر اس عورت کے کافر ہونے کی تقویت فرمائی ہے واللہ اعلم۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

بندہ جنت میں اپنے اعمال کی وجہ سے داخل ہوگا یا اللہ کے فضل سے

سئلت: هل يدخل العبد المسلم الجنة بأعماله أم بفضل الله سبحانه؟
فأجبت أن العبد يدخل الجنة بفضل الله سبحانه و تعالى، فعاد قائلاً فما معنى النصوص التي نيط فيها دخول الجنة بالأعمال؟ فأجبت بأن تعلق الأعمال بالجنة كالأَسباب بالمسببات، ولا يجب من تحقق الأسباب تحقق المسببات من دون إرادة الله وفضله كالدواء سبب للشفاء ولكن لا يلزم من استعمال الدواء حصول الشفاء، ثم رأيت بعد شهر الحافظ ابن القيم في حادي الأرواح ۱/۱۴۱، قال: وههنا أمر يجب التنبيه عليه وهو أن الجنة إنما تدخل برحمة الله تعالى وليس عمل العبد مستقلاً بدخولها وإن كان سبباً ولهذا أثبت الله دخولها بالأعمال في قوله: ”بما كنتم تعملون“ ونفي رسول الله ﷺ دخولها بالأعمال بقوله: ”لن يدخل أحد منكم الجنة بعمله“ ولا تنافي

بین الأمرین لوجهین.

أحدهما ما ذكره سفيان وغيره، قال: كانوا يقولون: النجاة من النار بعفو الله ودخول الجنة برحمته واقتسام المنازل والدرجات بالأعمال، ويدل على هذا حديث أبي هريره الذي سيأتى إن شاء الله تعالى "أن أهل الجنة إذا دخلوها نزلوا فيها بفضل أعمالهم". رواه الترمذي.

والثاني أن الباء التي نفت الدخول هي باء المعاوضة التي يكون فيها أحد العوضين مقابلاً للآخر والباء التي أثبتت الدخول هي باء السببية التي تقتضى سببية ما دخلت عليه لغيره وإن لم يكن مستقلاً بحصوله وقد جمع النبي صلى الله عليه وسلم بين الأمرين بقوله "سددوا وقاربوا وأبشروا واعلموا أن أحداً منكم لن ينجو بعمله" قالوا: ولا أنت يا رسول الله قال: ولا أنا إلا أن يتغمدني الله برحمته ومن عرف الله تعالى وشهد مشهده حقه عليه ومشهد تقصيره وذنوبه وأبصر هذين المشهدين بقلبه عرف ذلك وجزم به، والله سبحانه وتعالى المستعان. انتهى. وراجع شرح المواهب ٤٠٥/٨ وشرح المواقف.

بندہ محمد یونس عفی عنہ

اضافہ

محض اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نجات یاب ہونا یہ ایک مصرح حقیقت ہے انبیاء اور غیر انبیاء سب برابر ہیں۔

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَابْشُرُوا فَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِمَغْفَرَةٍ وَرَحْمَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص. ۹۵۷ و مسلم ۳۷۷/۲) وهذا لفظ البخاري.

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاغْدُوا وَرُوحُوا وَشَىءٌ مِنَ الدَّلْجَةِ وَالْقَصْدِ الْقَصْدُ تَبْلُغُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص: ۳۷۶-۳۷۷) بطرق بالفاظ متقاربة .

(۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجْرَهُ مِنَ النَّارِ وَلَا أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ، قَالَ الْكُرْمَانِيُّ إِذَا كَانَ كُلُّ النَّاسِ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ فَوَجَّهَ تَخْصِيصَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالذِّكْرِ أَنَّهُ إِذَا كَانَ مُقْطُوعًا لَهُ بَانَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ ثُمَّ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ فَغَيْرُهُ يَكُونُ ذَلِكَ بِطَرِيقِ الْأُولَى قَالَ الْحَافِظُ (۷۶/۱۴) وَسَبَقَ إِلَى تَقْرِيرِ هَذَا الْمَعْنَى الرَّافِعِيُّ فِي أَمَالِيهِ فَقَالَ لَمَّا كَانَ أَجْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعَةِ أَعْظَمَ وَعَمَلُهُ فِي الْعِبَادَةِ أَقْوَمَ قِيلَ لَهُ وَلَا أَنْتَ أَيُّ لَا يَنْجِيكَ عَمَلُكَ مَعَ عَظَمِ قُدْرِهِ فَقَالَ لَا إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ أَنْتَهَى. قَالَ النَّوَوِيُّ (۳۷۶/۲) مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ تَعَالَى اللَّهُ بِلِ الْعَالَمِ مُلْكُهُ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ فِي سُلْطَانِهِ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ فَلَوْ عَذَّبَ الْمُطِيعِينَ وَالصَّالِحِينَ أَجْمَعِينَ وَأَدْخَلَهُمُ النَّارَ كَانَ عَدْلًا مِنْهُ وَإِذَا أَكْرَمَهُمْ وَنَعَّمَهُمْ وَأَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ فَهُوَ فَضْلٌ مِنْهُ وَلَوْ نَعَّمُ الْكَافِرِينَ

وَأَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ كَانَ لَهُ ذَلِكَ وَلَكِنَّهُ أَخْبَرَ وَخَبَّرَهُ صَدَقَ أَنَّهُ لَا يَفْعَلُ هَذَا بَلْ يَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ وَيُعَذِّبُ الْكَافِرِينَ وَيَخْلُدُهُمُ النَّارَ عَذَابًا مِنْهُ وَفِي ظَاهِرِ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ دَلَالَةٌ لِأَهْلِ الْحَقِّ أَنَّهُ لَا يَسْتَحِقُّ أَحَدُ الثَّوَابِ وَالْجَنَّةِ بِطَاعَتِهِ وَأَمَّا قَوْلُهُ تَعَالَى 'أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ' وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ، وَنَحْوُهُمَا مِنَ الْآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلَى أَنَّ الْأَعْمَالَ يَدْخُلُ بِهَا الْجَنَّةَ. فَلَا يِعَارِضُ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ بَلْ مَعْنَى الْآيَاتِ أَنَّ دُخُولَ الْجَنَّةِ بِسَبَبِ الْأَعْمَالِ ثُمَّ التَّوْفِيقَ لِلْأَعْمَالِ وَالْهَدَايَةَ لِلْإِخْلَاصِ فِيهَا وَقَبُولَهُمَا بِرَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَفَضْلِهِ فَيَصِحُّ أَنَّهُ لَمْ يَدْخُلْ بِمَجْرَدِ الْعَمَلِ وَهُوَ مُرَادُ الْأَحَادِيثِ وَيَصِحُّ أَنَّهُ دَخَلَ بِالْأَعْمَالِ أَيْ بِسَبَبِهَا وَهِيَ مِنَ الرَّحْمَةِ انْتَهَى.
بندہ محمد یونس عفی عنہ

لیلة القدر کی تعیین کا اٹھالیا جانا باعث برکت ہو یا باعث حرمان

سوال: بخاری جلد اول ص: ۲۷۱، باب رفع معرفة ليلة القدر لتلاحي الناس اور مسلم ۳۷۰/۱ میں ابوسعید خدریؓ کی روایت میں علامہ نووی نے رجلان یحتقان: کے ذیل میں لکھا ہے "أن المخاصمة والمنازعة مذمومة وإنها سبب للعقوبة المعنوية" حالانکہ عقلا یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاص طور پر اس جگہ رفع تعیین لیل تو خیر و برکت کا باعث ہو نہ کہ حرمان کا اس لئے کہ ابتغاء لیل کی وجہ سے پورے عشرہ کا اہتمام ہوگا بلکہ ہوتا ہے تو پورے عشرہ میں عبادت کا موقع ملا اور تعیین کی صورت میں اتکال کا خطرہ تھا جیسا کہ امور شرعیہ کی بجا آوری میں کوتاہی پائی جاتی ہے اگرچہ دوسرے مقام پر منازعت حرمان کا باعث ہے تو یہ رفع تعیین عقوبۃ معنویہ کیسے ہے نیز ایک واعظ صاحب

نے بھی اس رفع کو حرمان و قبیح کہا تھا اسی وقت یہ سوال ذہن میں آیا امید ہے کہ جواب عنایت فرمائیں گے۔

جواب: خصوصیت کا موجب نقصان ہونا ایک کھلی ہوئی چیز ہے: قال تعالیٰ وَلَا تَنَازَعُوا فَعَشَلُوا وَتَذَهَّبَ رِيحُكُمْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ کی تعیین کا خیر ہونا تو ارادہ نبوی سے ظاہر ہے اگر اس کی تعیین خیر اور پسندیدہ نہ ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بیان کے لئے باہر کیوں تشریف لاتے اور بہت سے کمزور کم ہمت لوگ اگر تعیین باقی رہتی تو نفع اندوز ہوتے لیکن منازعت اس خیر خاص سے محرومی کا سبب ہو گئی اگر معلوم ہوتی تو ہر شخص اس کی برکات حاصل کر سکتا تھا اب ہر شخص تو کیا بہت سے لوگ حاصل نہیں کر سکتے ہیں ایک رات کی بیداری آسان ہے پورے عشرہ یا پورے ماہ کی بیداری تو بہت ہی مشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ حکیم ہیں۔ وَفَعَلَ الْحَكِيمُ لَا يَخْلُو عَنْ الْحِكْمَةِ یہ بھلا دینا بھی خیر ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا فرفعت عسی أن يكون خيرا لكم اور اس میں خیریت یہ ہے کہ اس رات کے تلاش کرنے میں بہت سی راتوں کے قیام کا موقع مل جائے گا بہر حال اخبار و اطلاع بھی خیر تھی اور انخفاء و عدم اظہار بھی اور دونوں کی جہت مختلف ہے اطلاع کی خیریت تو ظاہر ہے کہ ہر شخص کو یہ شرف حاصل کرنا آسان ہے اور منازعت کی وجہ سے اس نفع عام سے محرومی ہو گئی اور انخفاء کی خیریت اس وجہ سے ہے کہ صرف ایک رات کے قیام پر اتنا کمال و اعتماد نہ ہوگا بلکہ لیلۃ القدر کے حاصل کرنے کے لئے پورے ماہ یا کم از کم اس کے اخیر عشرے اور یا اس سے بھی اقل درجہ میں کئی رات کے قیام کا شرف حاصل ہوگا۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

اس حدیث کی تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح سے ظہر تک اور نماز ظہر سے عصر تک خطبہ دیا

سوال :- میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد خطبہ دینا شروع فرمایا تو ظہر کا وقت آ گیا ظہر کے بعد سلسلہ پھر جاری رہا تو عصر و مغرب تک چلتا رہا تو میں عجیب و غریب و طویل خطبہ کی تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔
دعا گو و دعا جو

سید انور ابن غوری بھونگیراے پی
جواب : حدیث (مذکور) امام مسلم نے ذکر کی ہے لیکن اس میں کوئی تفصیل نہیں ہے بہت مختصر ہے الفاظ حسب ذیل ہیں: أبو زید قال: صلی بنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر، ثم نزل فصلى، ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فأخبرنا بما كان وبما هو كائن فاعلمنا أحفظنا انتهى۔

حضرت ابوسعید خدری سے ایک مفصل حدیث ترمذی وغیرہ میں منقول ہے اس میں صرف عصر کے بعد کے خطبہ کا ذکر ہے اگر دونوں صحابیوں کی روایت ایک ہی واقعہ سے متعلق ہے تو ما بعد العصر کے خطبہ کی کچھ تفصیل مل جاتی ہے وہ حدیث مشکوٰۃ شریف (ص: ۴۳۷) پر باب الامر بالمعروف کی فصل ثانی میں مندرج ہے۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ

فرائض کے بعد امام و مقتدی کے ایک ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کی تحقیق

سوال: حضرت یہاں دعاء بعد الصلوة المفروضة کے متعلق حضرت والا کو تکلیف دیتا ہوں کہ بیت کدائیہ کے ساتھ یعنی امام و مقتدی مل کر ہاتھ اٹھا کر جب امام ہاتھ اٹھائے مقتدی بھی اٹھائے اور جب امام ہاتھ کو (چہرہ) مسح کرے مقتدی بھی کرے اس کو مستحب و مستحسن سمجھ کر کرے واجب و فرض کا اعتقاد نہ ہو بعینہ یہی صورت حضور ﷺ کے زمانے صحابہ و تابعین کے زمانے میں تھی یا نہیں اگر تھی تو کہاں کس طرح؟ اگر نہیں تو ہمارے اکابر مثلاً حضرت گنگوہی حضرت تھانوی حضرت سہارنپوری قدس اللہ اسرارہم کے عمل کیوں اس پر تھے۔

عبدالمجید ڈھا کوئی، چاٹگام

جواب: نمازوں کے بعد دعا کرنا حنفیہ و شافعیہ و حنابلہ کی کتابوں میں مستحب لکھا ہوا ہے:

قال النووی فی شرح المہذب (۴۸۴/۳) یستحب أن یدعوا بعد السلام بالاتفاق وجاءت فی هذه المواضع أحادیث كثيرة.
وقال الموفق الحنبلي فی المغني (ص ۵۹۸) ویستحب ذکر الله والدعاء عقیب سلامه.

اسی طرح دیگر مذاہب یعنی حنفیہ و مالکیہ کی کتابوں میں بھی مذکور ہے قال صاحب الہدایۃ فی أواخر الکسوف: السنة فی الأدعیۃ تأخیرھا عن الصلوة، وتبعه علی ذلك المحقق ابن الہمام (ص ۴۳۶) وصاحب

البحر وابن عابدین وغیرہم فروع مالکیہ میں سے اس وقت میرے پاس کوئی کتاب نہیں ہے اور امام بخاری نے کتاب الدعوات (ص ۹۳۷) میں مستقل باب الدعاء بعد الصلوٰۃ کا ترجمہ منعقد فرمایا ہے۔

رفع یدین عند الدعاء مستقل سنت ہے احادیث کثیرہ میں وارد ہے حضرت امام حافظ ذکی الدین المنذری نے انکو ایک مستقل رسالہ میں جمع فرمایا ہے اور ایک معتد بہ مقدار امام نووی نے بھی شرح مہذب میں جمع فرمائی۔

وقال ابن تیمیۃ فی فتاویہ (۵۱۹/۲۲) قد جاء فیہ أحادیث كثيرة صحیحة اھ۔ البتہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے دعاء بعد الصلوٰۃ المکتوبات کا ہیئت کذائیہ کے ساتھ انکار فرمایا ہے۔

قال فی فتاویہ (۵۱۷/۲۲): دعاء الإمام والمؤمنین جميعا لا ریب أن النبی لم یفعله فی أعقاب المکتوبات إذ لو فعل ذلك لنقله عنه أصحابه ثم التابعون ثم العلماء كما نقلوا عنه ما هو دون ذلك. اھ۔ وقال فی موضع آخر (۵۱۹/۲۲) أما دعاء الإمام والمؤمنین جميعا عقیب الصلوٰۃ فهو بدعة، لم یکن فی عهد رسول اللہ ﷺ بل إنما كان دعاءه فی صلب الصلوٰۃ فإن المصلی یناجی ربہ فإذا دعا حال مناجاته له كان مناسبا، أما الدعاء بعد انصرافه من مناجاته وخطابه فغیر مناسب، إنما المسنون عقیب الصلوٰۃ هو الذکر المأثور عن النبی ﷺ من التهلیل والتحمید والتکبیر اھ۔

وقال الحافظ ابن القیم تلمیذ ابن تیمیۃ فی الہدی (۶۷/۱): أما الدعاء بعد السلام من الصلوٰۃ مستقبل القبلة أو المأمومین فلم یکن

ذلک من ہدیہ ﷺ أصلاً ولا روي عنه بإسناد صحيح ولا حسن
أما تخصيص ذلك بصلوتي الفجر والعصر فلم يفعل ذلك هو ولا
أحد من خلفائه ولا أرشد إليه أمته وإنما هو استحسان راه من راه
عوضاً من السنة بعدهما“ واللہ اعلم۔

وعامة الأدعية المتعلقة بالصلوة إنما فعلها فيها وأمر بها فيها
وهذا هو اللائق بحال المصلي فإنه مقبل على ربه يناجيه مادام في
الصلوة فإذا سلم منها انقطعت تلك المناجات وزال ذلك الموقف
بين يديه والقرب منه فكيف يترك سؤاله في حال مناجاته والقرب
منه والإقبال عليه ثم يسأل إذا انصرف عنه ولا ريب أن عكس هذا
الحال هو الأولى بالمصلي اهـ۔

لیکن حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کی تردید فرمائی ہے قــــــــــــــــال
(۱۱۳/۱۱) وما ادعاه من النفي مطلقاً مردود فقد ثبت عن معاذ بن جبل
أن النبي ﷺ قال له: ”يا معاذ إني والله لأحبك فلا تدع دبر كل صلوة
أن تقول اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك“۔
أخرجه أبو داؤد والنسائي وصححه ابن حبان والحاكم وحديث أبي
بكرة في قوله اللهم إني أعوذ بك من الكفر والفقر وعذاب القبر كان
النبي ﷺ يدعو بهن دبر كل صلوة أخرجه أحمد والترمذي والنسائي
وصححه الحاكم وحديث زيد بن أرقم سمعت رسول الله ﷺ يدعو في
دبر كل صلوة ”اللهم ربنا ورب كل شيء“ الحديث أخرجه أبو داؤد
والنسائي وحديث صهيب رفعه كان يقول إذا انصرف من الصلوة

”اللهم اصلح ديني“ الحديث أخرجه النسائي وصححه ابن حبان وغير ذلك فان قيل المراد به دبر كل صلاة قرب آخرها وهو التشهد قلنا قد ورد الأمر بالذكر دبر كل صلاة والمراد به بعد السلام إجماعاً فكذا هذا حتى يثبت ما يخالفه وقد أخرج الترمذي من حديث أبي أمامة قيل يا رسول الله ﷺ أى الدعاء أسمع قال: ”جوف الليل الأخير ودبر الصلوات المكتوبات“ وقال حسن وأخرج الطبري من رواية محمد بن جعفر الصادق قال: ”الدعاء بعد المكتوبة أفضل من الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة“ اهـ۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ صلوات مکتوبہ کے بعد دعاء کرنا روایت سے ثابت ہے اور دعاء کے اندر مسنون یہ ہے کہ ہاتھ اٹھا کر کرے چنانچہ بہت سی روایات میں رفع یدین عند الدعاء وارد ہوا ہے اور بعض روایات میں ہے مسح الوجہ بعد الدعاء بھی ابوداؤد وغیرہ میں وارد ہے۔

ان تینوں کو ملانے سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے میں اور منہ پر ہاتھ پھیرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ابن السنی کی ایک روایت میں تو رفع یدین بعد الصلوٰۃ صراحتہ وارد ہے ولفظه عن أنس بن مالك عن النبي ﷺ أنه قال: ”ما من عبد بسط كفيه في دبر كل صلاة ثم يقول اللهم إلهي وآله إبراهيم وإسحاق ويعقوب وآله جبرئيل وميكائيل وإسرافيل عليهم السلام أسألك أن تستجيب دعوتي فاني مضطر وتعصمني في ديني فاني مبتلي وتنانني برحمتك فاني مذنب، وتنفي عني الفقر فاني متمسك إلا كان حقاً على الله عز وجل أن لا يرد يديه

خائبین“ اھ۔ البتہ اتنی بات ضرور قابل لحاظ ہے کہ اس طرح صلوٰۃ خمسہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر مداومت کے ساتھ دعا کرنا کسی روایت میں ثابت نہیں ہے اگر کوئی مداومت کو بدعت کہے تو شاید غلط نہ ہوگا مگر یہ بدعت بھی اسی قبیل سے ہوگی جیسے کہ تراویح بالجماعت بامام واحد کے بارے میں حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا تھا: نعمت البدعة

_____ ہذہ جو بخاری شریف میں مروی ہے ہاں اگر گاہے دعا کرنا کسی وقت اس طرح چھوڑ دیں تو قابل انکار و ملام نہیں ہے۔

فرق مسئلہ تراویح و مسئلہ دعائیں یہ ہے کہ تراویح اصلاً وحقیقتاً بھی نماز و جماعت دونوں کے اعتبار سے فعل نبی ﷺ سے ثابت ہے اور دعاء بہیت کذاً یہ استدلالی حیثیت سے ثابت ہے واللہ اعلم اور ہمارے اسلاف قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ و حکیم الامت حضرت اقدس تھانویؒ و فخر المحدثین حضرت اقدس سہارنپوری قدس اللہ سرارہم نے جو کچھ عمل فرمایا ہے وہ بناء علی التعال ہے اور امت کا تعامل اسی پر ہے ولا تجتمع امتی علی الضلالة ارشاد نبوی ہے۔

محمد یونس عفی عنہ

۲۲ / جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

حضرات صوفیاء کے تجویز کردہ اذکار و اشغال کے بدعت ہونے کا شبہ اور اس کا جواب!

حضرات صوفیہ نے ذکر کی جو صورتیں اور تعداد وغیرہ ذکر کی ہیں یہ امراضِ قلب کے ازالہ اور تعلق مع اللہ پیدا کرنے کے ذرائع ہیں اور صدیوں کے مجربات ہیں اگر کسی کو

۱۔ پورا خط احقر راقم الحروف مرتب کتاب کے سوال کے جواب میں حضرت اقدس شیخ مدظلہ نے تحریر فرمایا۔

یہ اس کے بغیر کسی اور صورت سے یا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ حالت حاصل ہو جاوے تو اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اصل تو اعمال مسنونہ ہیں جیسے مریض جسمانی کا علاج دواؤں سے کیا جاتا ہے اور مضرات سے بچایا جاتا ہے لیکن اصل چیز جن سے بدن کو قوت حاصل ہوگی وہ مقویات اور اغذیہ ہیں اور حضرات صوفیہ نے ذکر کی جو خاص صورتیں تجویز کی ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کا دل میں دھیان جمانے کے لئے ہیں پہلے لا الہ الا اللہ اور پھر الا اللہ اور پھر اللہ اللہ کا ذکر کراتے ہیں اول تو مصرح ہے أفضل الذکر لا الہ الا اللہ اور ثالث بحذف حرف النداء یا بحذف المبتدأ ہے، اور ثانی صرف ایسے ہے جیسے بچے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھاتے ہیں تو پہلے بے، س زیر پس میم، لام زیر میل لام الف زیر لاء، ہ زیر ہ رٹاتے ہیں پھر بسم اللہ کہلواتے ہیں اصل میں مرکب میں ذہن پر بوجھ کم پڑتا ہے اس لئے بسیط سے مرکب کی طرف چلتے ہیں اور ذکر میں بظاہر مرکب سے بسیط کی طرف چلتے ہیں پہلے نفی اثبات کراتے ہیں تاکہ توحید کا مفہوم دل میں اترے پھر ہلکا کر کے صرف اثبات کو رکھتے ہیں اور صرف اللہ اللہ کا ذکر بسیط کراتے ہیں کہ ذات حق بسیط ہے تو مفہوم توحید کے استحضار کے ساتھ جس کی طرف پورے کلمے سے دل کو متوجہ کیا گیا تھا ذات بسیط کے دھیان کو اسم بسیط سے دل میں جماتے ہیں خدا کرے یہ تمہارے لئے باعث سکون ثابت ہو اس وقت ذہن حاضر نہیں ہے کیف ما اتفق جو آگیا لکھ دیا۔

یہ تم نے صحیح لکھا ہے کہ منقول میں جو بات ہے وہ کسی چیز میں نہیں رسول اکرم ﷺ محبوب ہیں آپ کی ہر چیز محبوب کی ادا ہے اور ادائے محبوب، محبوب ہوتی ہے لیکن اس ادا کو پوری طرح ادا کرنے کی ضرورت ہے اور وہ بغیر تزکیہ قلب کے ناممکن ہے اس لئے اس کا تزکیہ کرنا اور اس کے ذرائع اختیار کرنا بھی ضروری ہوگا اصل تو اعمال

مسنونہ کو سمجھو اور کرو بھی اور انہیں ہی کرنا ہے لیکن تھوڑی دیر کیلئے بطور علاج کے حضرات صوفیہ کا مجرب نسخہ بھی استعمال کرو تا کہ پوری طاقت کے ساتھ اعمال مسنونہ کی ادائیگی ہو۔

اجتماعی ذکر میں صورت اجتماعیہ مطلوب نہیں ہے بلکہ اجتماع کے وجہ سے ایک دوسرے کو دیکھ کر رغبت و شوق کا پیدا ہونا مقصود ہے اور مزید یہ ہے کہ بعض مشائخ ذکر کے وقت قلب مرید کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تا کہ طبیعت لگ جاوے اور مرشد کی معیت میں سب کا ایک ساتھ ذکر کرنا مرشد کی توجہ کی تحصیل میں معین ہے جیسے مکتب کے حافظ سارے بچوں کو ایک ساتھ پڑھاتے ہیں اور سب پر نظر رکھتے ہیں لیکن یہ چیزیں مقصود نہیں ہیں اسی لئے اجتماع کے فوت ہونے کی صورت میں بھی سالکین تنہائی میں اپنے معمولات پورے کرتے ہیں۔

أخرج ابن ماجه (ص: ۲۱) عن عبد الله بن عمرو: خرج رسول الله ﷺ ذات يوم من بعض حجره، فدخل المسجد فاذا هو بحلقتين: أحدهما يقرؤون القرآن ويدعون، والأخرى يتعلمون، ويعلمون فقال النبي ﷺ: كل على خير، وفي إسناده الإفريقي وهو ضعيف، وأخرج مسلم وغيره عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: ما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة وذكرهم فيمن عنده.

یہ حدیثیں اجتماعی ذکر کی فی الجملہ مؤید ہیں حضرت ابن مسعودؓ کی نکیہ ممکن ہے کسی خاص امر کی بناء پر ہو مثلاً وہ لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہوں واللہ اعلم۔

حدیث کی کتاب کا مطالعہ اور عمل کا جذبہ بے حد مبارک ہے۔ اللہم آتنا منه حظاً وافراً ونصیباً تاماً۔

تمہارے خواب مبارک ہیں پانی میں تیرنا اور پار ہو جانا طالب کی ترقی اور کامیابی پر دلالت کرتا ہے اوپر اڑنا بھی عروج و ترقی ہے عصا سنت ہے خواب میں لاٹھی ملنا مبارک ہے، میکائیل علیہ السلام کی لاٹھی ہونا برکت فی الرزق کی طرف اشارہ ہے چھوٹے بچے کا خواب میں ”رانی عبد اللہ“ کہنا بھی اچھا ہے میرا گمان ہے کہ وہ تمہارا نفس ہے مبارک ہو اس کا شیخ کی گود میں کھیلنا یہ شیخ کی نگرانی و تربیت ہے مراد تمہارے شیخ ہیں حضور اکرم ﷺ کا کسی کو بوسہ لینا آپ کے رضا و محبت کی علامت ہے مبارک ہے۔

حضرت مولانا مدظلہ سے ملاقات و استفادہ اور ان کی خدمت میں حاضری کی خبر سے بیحد خوشی ہوئی۔

میں اپنی تقریر کے بارے میں کیا کروں اور کیا کہوں جو اللہ مقدر کرے گا میسر ہوگا، تمہارے صلاح و فلاح کی دعا کرتا ہوں میرے لیے تم بھی دعا کرتے رہو طاہری و باطنی امراض سے شفاء اور فلاح دارین کے لیے۔ حضرت مولانا علی میاں صاحب مدظلہ سے بشرط سہولت سلام مسنون و درخواست دعاء۔

محمد یونس عفی عنہ

شب جمعہ ۳۰ صفر ۱۴۰۳ھ

ایک صحابیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں جو نیں دیکھنے والی روایت پر ایک اشکال اور اس کا جواب

سوال: صحیح بخاری ابواب الاستیذان میں پوری اور ”باب رکوب

البحر، باب فضل من یصرع فی سبیل اللہ، باب غزوة المرأة فی

البحر، باب ما قيل في قتال الروم“ میں ادھوری روایت ”بعضها عن أنس وبعضها عنه عن أم حرام بنت ملحان“ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحری غزوے کی بشارت اور ام حرام کی اس میں شرکت کی بشارت دی۔

اس روایت میں آنحضرت ﷺ کا ام حرام سے جس طرح کا معاملہ ہے یہ تو محرمیت کو متقاضی ہے مگر محرمیت ثابت نہیں ہوتی ابن عبدالبر وغیرہ نے رضاعی رشتہ ثابت کیا ہے مگر اس پر جو اعتراضات ہیں وہ اس دعوے کو ختم کر دیتے ہیں، حافظ ابن حجر نے فتح (۶۳/۱۱) عاجز ہو کر اسے آپ کی خصوصیت قرار دی ہے مگر یہ جواب پوچھ ہے کوئی جاندار جواب آپ کے علم میں ہو تو رہنمائی فرمائیں۔ (مولانا) عبداللہ دہلوی

جواب: آپ نے تو دونوں جوابوں کو بالکل ہی بے وزن سمجھ لیا اب اس

کے علاوہ اور کونسا جواب دیا جائے یہ تو مسلم امر ہے کہ اسلام نے مرد و عورت کے تعلقات میں حد بندی فرمادی ہے ایک بیوی کو چھوڑ کر باقی سب سے پردہ ہے گو اس کی نوعیت مختلف ہے، آدمی کو اپنے محارم نسبہ کو ایک مخصوص حد میں دیکھنے و ملنے کی اجازت ہے اور غیر محارم میں بالکل ہی تنگی ہے، اب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام حرام کے مکان پر تشریف لے جانا اور ان کے یہاں آرام فرمانا اور ان کا آپ کے سر کے بالوں کا تفتیش کرنا کسی جائز ہی شکل پر ہو سکتا ہے، ظاہر ہے یا تو رضاعی رابطہ تھا جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر وغیرہ حضرات کی رائے ہے اور اس پر جو دمیاطی وغیرہ کو اشکال پیش آیا ہے وہ صورتِ رضاعت متعین کر لینے کی وجہ سے ہوا، اگر یہ کہا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ کی طرف سے رضاعت کا تعلق ہو (اور اس کا معلوم نہ ہونا مضر نہیں کہ صورت کیا تھی)۔ تو محتمل ہے۔ سب سے احسن جواب خصوصیت ہی کا معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اکرم ﷺ کو خاص

خصائص سے نوازا تھا جیسے چار سے زائد عورتوں سے نکاح اور بلا مہر کے نکاح فرمانا، سونے سے وضو کا نہ ٹوٹنا وغیرہ تو اگر یہ بھی ایک خصوصیت ہو تو کیا استعجاب ہے اور وجہ خصوصیت آپ کا معصوم ہونا ہے بہت سے ائمہ کا اسی طرف رجحان ہے نقلہ القاضي أبو بكر بن العربي وحكاہ العلامة سراج الدين بن الملقن عن بعض مشائخه وأقره وتابعهم الحافظ ابن حجر ثم العلامة السيوطي اور قاضی عیاض کا انکار ضعیف ہے یہ حدیث خود اس کی ایک دلیل ہے دوسری دلیل حضرت ربیع بنت معوذ کے بستر پر بیٹھنا ہے جو بخاری شریف میں وارد ہے ربیع بنت معوذ اپنے شاگرد خالد بن ذکوان سے فرماتی ہیں: جاء النبي صل الله عليه وسلم فدخل حين بنى علي فجلس علي فراشي كم مجلسك مني نیز آپ کا اپنے قرین کے بارے میں ارشاد ہے: ولكن الله أعانني عليه فأسلم فلا يأمرني إلا بخير رواه مسلم۔ ہاں اگر تفلہ الراس کسی راوی کا وہم ہوتا تو پھر سب اشکال حل تھا کیونکہ پھر یہ کہنا آسان ہوتا کہ وہاں اور کوئی ہوگا اور تفلہ کو بالوں کے چھونے پر محمول کر لیا جائے گا اس میں بعد ہے مگر اس صورت میں اشکال ختم ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

محمد یونس عفی عنہ

شب دوشنبہ ۶ جمادی الاولیٰ

۱۳۹۷ھ

رسول اللہ ﷺ کا کرتہ شریف کتنا لمبا ہوتا تھا؟

سوال:- حضور اقدس ﷺ کا کرتہ شریف کتنا لمبا ہوتا تھا۔

جواب:- حضرت اقدس ﷺ کے کرتے کے طول میں روایات مختلف ہیں

ففي سنن ابن ماجه (ص ۲۶۴) عن ابن عباس قال : ”كان رسول الله يلبس قميصاً قصير اليدين والطول“.

وأخرج البيهقي في الشعب كما في شرح الشرائع للمناوي ۱۳۴/۱ . من طريق مسلم الأعمش عن أنس : ”أنه ﷺ كان له قميص من قطن قصير الطول قصير الكم“.

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا کرتا مبارک زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا۔

”وأخرج الحاكم وصححه، وأبو الشيخ كما في شرح المواهب ۵/۵ عن ابن عباس، أن رسول ﷺ لبس قميصاً وكان فوق الكعبين وكان كمه إلى الأصابع“.

وأخرجه ابن عساكر كما في الجامع الصغير، ولفظه كان يلبس قميصاً فوق الكعبين مستوي الكمين بأطراف أصابعه، وبهذا اللفظ عزاه ابن الجوزي في الوفاء إلى أبي الشيخ كما في شرح الشرائع للقراري ۱۳۵/۱ وأخرجه البيهقي في الشعب بنحوه كما في شرح المناوي للشمائل.

اس روایت سے حضرت ﷺ کی قمیص کا لمبا ہونا معلوم ہوتا ہے انہیں روایات کے اختلاف کی بنا پر علماء کے اقوال بھی مختلف ہو گئے علامہ ابن القیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں لکھتے ہیں ۳۶/۱ : ”وكان قميصه من قطن وكان قصير الطول قصير الكمين“. اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں ۵/۵ و كان ذیل قميصه ورداء ه إلى أنصاف الساقين.

لیکن دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی ایسا کرتا پہنا کبھی ویسا جیسا کہ حاکم کے لفظ ”لبس قمیص“ سے صاف واضح ہے اور یہی بات بھی ہے کہ جو میسر آجائے پہن لیں لیکن فقہاء نے نصف ساق تک ہونے کو مسنون لکھا ہے جیسا کہ شامی نے کتاب الکراہیۃ میں تحریر فرمایا ہے غالباً یہ حضرات روایت ثانیہ کو رائج قرار دیتے ہیں اس لئے کہ اس میں تستر زیادہ ہے مگر یہ اس وقت ہے کہ جبکہ کوئی تکلف نہ کرنا پڑے ورنہ جو میسر ہو وہی پہننا چاہئے وہو الثابت کما نبہ علیہ ابن القیم۔ واللہ اعلم۔

بندہ محمد یونس عفی عنہ ۱۲/۱۲/۱۳۸۴ھ

پیردبوانے والی حدیث

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیردبوائے ہیں؟

سوال: حضرتؑ نے کلکتہ میں ایک موقع پر جب میں پیردبائے لگا تو مسکرا کر فرمایا کہ قبلہ حکیم صاحب پہلے یہ بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدن دبویا ہے میں نے شوخی کی اور عرض کیا کہ یہ معالجہ ہے جس کی تلقین حضرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے حضرت ہنس کر چپ ہو گئے اور میں پیردبائے لگا آج آپ بیتی (۹۹/۴) پر حدیث کا ذکر پڑھ کر وہ واقعہ تازہ ہو گیا ازراہ ذرہ نوازی حدیث کا حوالہ لکھوا کر روانہ فرمائیں۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیردبوانے کی کوئی مرفوع روایت تو یاد نہیں ہے ایک موقوف روایت منقول ہے:

”روی السلفی عن ابن عباس اعتل أبي فعاده علي، فوجدني

أضبط رجليه فأخذهما من يدي وجلس موضعي، وقال: أنا أحق بعمي

منک، إن کان اللہ عزوجل قدتوفیٰ رسولہ ﷺ وعمی حمزۃ فقد أبقیٰ لی العباس عم الرجل صنو أبیہ، وبرہ بہ برہ بأبیہ، اللہم ہب لعمی عافیتک وارفع لہ درجتک واجعلہ عندک فی العلیین“ کذا فی الزرقانی شرح المواہب (۲۸۳/۳)۔

البتہ ایک روایت میں پشت کا دہوانا منقول ہے اس سے پیر کا دہوانا بھی قیاساً ثابت ہو جائے گا:

قال الطبرانی فی المعجم الصغیر (ص ۴۵) حدثنا إبراهیم بن یوسف البزاز البغدادی ثنا عبد الرحمن بن یونس الرقی ثنا أبو القاسم بن أبی الزناد عن هشام بن سعد عن زید بن أسلم عن أبیہ عن عمر قال: دخلت علی النبی ﷺ و غلام لہ حبشی یغمر ظہرہ، فقلت: ما شأنک یا رسول اللہ ﷺ: فقال: ”إن الناقة اقتحمت بی. قال الطبرانی: لم یروہ عن زید بن هشام لا عن هشام بن سعد إلا أبو القاسم بن أبی الزناد وتفرد بہ عبد الرحمن بن یونس انتهى۔

قلت: عبد الرحمن بن یونس الرقی هو عبد الرحمن بن یونس بن محمد الرقی أبو معمر ذکرہ الخطیب فی تاریخہ (۲۶۹/۱۰) ونقل عن الدار قطنی أنه قال: لا بأس بہ، وقال الذہبی فی المیزان: صدوق، والحديث عزاه الہیثمی فی مجمع الزوائد (۹۶/۵) إلى الطبرانی فی الأوسط والبزار قال: ورجاله رجال الصحیح خلا عبد اللہ بن زید بن أسلم وقد وثقه أبو حاتم وغیرہ وضعفہ ابن معین وغیرہ اھ۔

(فائدہ) قال البخاری فی التاریخ الکبیر (۱۶۵/۱) قال إبراهیم بن طہمان عن عباد بن إسحاق عن أبیہ عن ثابت بن عبد اللہ

بن الزبیر عن سعد بن أبي وقاص رأيتني مع النبي ﷺ في ماء من السماء وإنني لأدلك ظهره وأغسله. بنده محمد يونس عفي عنه

شادی میں لڑکی والوں کی طرف سے دعوت کرنے والی

موضوع حدیث

سوال:- ابھی حال ہی میں ایک فتویٰ شائع ہوا ہے جس میں شادی کے موقع پر لڑکی والوں کو دعوت کرنا مسنون لکھا ہے اور مصنف عبدالرزاق (۵/۴۸۷) حدیث تزویج فاطمہ کا حوالہ دیا ہے اس کے بارے میں جناب والا نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ یہ حدیث صحیح نہیں تو اس حدیث میں کیا سقم ہے اور وہ قابل احتجاج ہے یا نہیں؟
محمد زید مدرسہ ہتھورا باندہ

جواب:- بیٹی والوں کی طرف سے دعوت کا مسنون ہونا اگرچہ بعض اہل فتویٰ نے لکھ دیا ہے اور مصنف عبدالرزاق کی ایک روایت پر جس میں حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا مفصل تذکرہ ہے اعتماد کیا ہے جو امام عبدالرزاق نے (۵/۴۸۷) پر درج کی ہے لیکن اس کا راوی یحییٰ بن العلاء البجلي ہے: وهو متروك قاله الدارقطني وقال أحمد بن حنبل: كذاب يضع الحديث. نکاح فاطمہ کے سلسلہ میں اسی انداز کی ایک روایت ابن حبان (ص ۵۵۰) نے نقل کی ہے جس میں دعوت کا مضمون نہیں حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب (۱۱/۳۴۰) میں اس پر نکارت کا حکم لگایا ہے اور حاشیہ مواردالظمان میں لکھا ہے: والحديث ظاهر عليه الإفتعال میرے خیال میں یہ حدیث بھی موضوع ہے متروک راوی کی روایت سے مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا ہے جبکہ وہ متہم بھی ہو۔ واللہ اعلم۔
بنده محمد يونس عفي عنه